ماہنامہ انوار مدینہ

شمارہ : ۸	رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ اگست ۲۰۰۷ء	جلد : ۱۵

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.......................... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ.......................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیل زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 2-7914 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش ''بیت الحمد'' : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۴
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۲۰
حکیم فیض عالم کی بے راہ رَوی	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۲
توہماری مرضی	جناب حاصل تمنائی صاحب	۳۳
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۳۴
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۳۶
وفیات		۴۲
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۴
اسلام اور غامدیت..ایک تقابل	جناب چوہدری محمد رفیق صاحب	۴۸
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۵۶
دینی مسائل		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۳

آپ کی مدتِ خریداری ماہ.......................................ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ..............روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

۱۰؍جولائی کو اِسلام آباد کی لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ میں جو خونی کارروائی مسلمان فوج کی جانب سے کی گئی اور جس کے نتیجہ میں شہید عبد الرشید غازیؒ اور سینکڑوں دینی طلباء اور طالبات کا خونِ ناحق کیا گیا اور اِس کے ساتھ ساتھ مسلمان فوجیوں کے ہاتھوں اللہ کے گھر کی بے حرمتی اور دینی مدرسہ کی تباہی جیسے ہولناک واقعات نے تاریخ کے اَوراق پر ایک اور سیاہ باب کا اِضافہ کردیا ہے۔

صدر مشرف اور وزیر اعظم شوکت عزیز کی براہِ راست سرکردگی میں ہونے والے اِس آپریشن کی مذمت پر ہر طبقہ کی طرف سے اَب تک بہت کچھ لکھا اور کہا جاچکا ہے۔ اِس وقت ہمارے پیشِ نظر اَفواجِ پاکستان کے سابق جرنیلوں کے بیانات ہیں جو قومی جرائد میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اِس پر کچھ لکھنے کے بجائے اپنی نہتی رعیت کو فتح کرنے والے حاضر ڈیوٹی سپاہ سالاروں کی کارگزاری اُنہی کے ہم پیشہ اور پیٹی بند سابقہ جرنیلوں کی زبانی اپنے قارئین تک پہنچائیں۔

فوج پر حملے لمحۂ فکریہ ہے، دُشمن کا ایجنڈا پورا ہو رہا ہے : ریٹائر جرنیل

لاہور (سلمان غنی) مسلح اَفواج کے سابق جرنیلوں نے مسلح اَفواج پر حملوں کے رُجحان کو قیادت کے لیے چیلنج اور قوم کے لیے لمحہ فکریہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک عمل کا

ردِّعمل ہے اور ہمیں اِس صورتِ حال سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ ملٹری ایکشن کا طرزِ عمل اِختیار نہ کیا جائے اور اپنی پالیسیوں کو غیروں کی خوشنودی کی بجائے قومی مفادات سے وابستہ کیا جائے۔ کسی کو سیاست کا شوق ہے تو وہ خود کو فوج سے اَلگ کر لے۔ فوج کا پولیس کے ذریعے اِستعمال فوج کے تشخص اور وقار کو نقصان پہنچانے کا باعث بنے گا۔ فوج اور قوم کے درمیان براہِ راست تصادم کی صورتِ حال پیدا کرنا دُشمن کا ایجنڈا تھا جو آج پورا ہو رہا ہے۔

☆ نوائے وقت سے گفتگو میں آئی ایس آئی کے سابق سربراہ ریٹائرڈ جنرل حمید گل نے کہا کہ لال مسجد پر ردِّعمل کا واقعہ نکتہ آغاز ہے نکتہ اختتام نہیں اور یہ سب کچھ اُس امریکی پالیسی کا شاخسانہ ہے جس کے تحت خود فوج کو اپنے ہی بچوں کے قتل وغارت کا مشن سونپا گیا لہٰذا وقت آ گیا ہے کہ حملوں کے رُجحان سے نکلنے کے لیے امریکہ کو مودٔبانہ اِنکار کر دیا جائے اور واضح کیا جائے کہ ہم آپ کی خاطر اپنے ملک میں خانہ جنگی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اُنہوں نے کہا کہ مدرسوں کو ٹارگٹ کرنا روشن خیالوں کی خواہش تھی جس کو فوج کے ذریعے پورا کیا جا رہا ہے تاکہ یہ لوگ اپنی عیاشیاں جاری رکھ سکیں۔ اُنہوں نے کہا کہ آزاد عدلیہ کے لیے جاری تحریک کے بعد فوج کو قومی فوج رکھنے کے لیے ایسے عنصر سے نجات ضروری ہے جو اُسے اپنے ذاتی مفادات کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ اِنہیں اگر سیاست کرنا ہے تو وہ خود کو فوج سے اَلگ کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ فوج اور قوم کے درمیان نفرت کے ذمّہ دار ایک شخص اور اُس کی پالیسیاں ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ 9/11 کے واقعات کے بعد اختیار کی جانے والی پالیسی خوف کی بنیاد پر تھی جس نے آج ہمیں اِس صورتِ حال سے دوچار کیا ہے اِس پر نظرِ ثانی ہونی چاہیے۔

☆ آئی ایس آئی کے ایک اور سابق سربراہ جنرل (ر) اَسد دُرّانی نے مسلح اَفواج پر حملوں کو ردِّعمل قرار دیتے ہوئے کہا کہ اِس میں حیرانگی والی بات نہیں کیونکہ یہ تو ہونا تھا۔ آپ جو کچھ چھ سات سال سے کر رہے ہیں اُس پر کب تک خاموشی رہتی؟ جب ہم اپنے

ہی لوگوں کی لاشوں کے اَنبار سے گزریں گے تو پھر کچھ نہ کچھ تو ہوگا۔ اگر ہم نے غلطیاں کی ہیں اور ملٹری ایکشن کر کے غیروں کے ہاتھ میں کھیلتے رہے ہیں تو ہمیں فوری طور پر یہ بند کر کے قوم سے معافی مانگنی چاہیے۔ فوج اِس مقصد کے لیے نہیں تھی جس کے لیے اُسے استعمال کیا جارہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسائل کا حل حکمت اور تدبر سے ہوتا ہے، فوج کشی سے نہیں اور جن لوگوں نے ایسا کیا وہی حالات کے ذمّہ دار ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ لال مسجد پر آپریشن کرنے والوں کو مبارک باد دینے سے لوگوں کو مزید چڑا دیا ہے۔

☆ سندھ کے سابق گورنر و وزیر داخلہ ریٹائرڈ جنرل معین الدین حیدر نے فوج پر حملوں کے رُجحان کو ملکی بقاء و سلامتی کیلیے خطرناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ اِس کی وجہ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ نام نہاد ''اِنتہا پسند'' یہ سمجھتے ہیں کہ فوج اُن کے خلاف فریق بن چکی ہے۔ یہ تاثر ختم ہونا چاہیے کیونکہ مسلح اَفواج کا اِدارہ قومی اِدارہ ہے اور اِس پر حرف نہیں آنا چاہیے۔ فوج کو حکومتی مقاصد کے لیے اِستعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے 12 مئی کو کراچی میں بھی ایسے واقعات ہوئے کہ سٹیٹ کے اِداروں کا جانبدارانہ کردار سامنے آیا جس سے عوام میں ردّعمل پیدا ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومتی پالیسیوں کے باعث آج حکومت اور عوام اور عوام اور فوج کے درمیان اعتماد متاثر ہوا ہے۔ معین الدین حیدر نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ساری صورتِ حال کا حل ملک کے اَندر ایک نمائندہ اور مضبوط حکومت کا قیام ہے جو عوامی اُمنگوں کے تابع جراُتمندانہ فیصلے کرنے، عوام کی رائے آزاد اور شفاف انتخابات کی صورت میں ہی سامنے آسکتی ہے۔ اُنہوں نے ایک سوال پر کہا کہ فوج قوم کا اَثاثہ ہے، اِس کا تشخص مجروح نہیں ہونا چاہیے۔

☆ بلوچستان کے سابق گورنر اور کور کمانڈر ریٹائرڈ جنرل عبدالقادر بلوچ نے کہا کہ موجودہ صورتِ حال صرف اور صرف اِس لیے پیدا ہوئی کہ فوج کو سول معاملات میں اُلجھا دیا گیا۔ اِس اَمر کا جائزہ لیا جانا چاہیے کہ آخر کیوں لوگ ہتھیار اُٹھانے اور حملے کرنے پر مجبور ہوئے؟ کیا یہ ہماری پالیسیوں کی ناکامی نہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ آج کے حکمران اِس

گھمبیر اور سنگین صورتِ حال کو کنٹرول کر سکیں گے۔ اِس کے لیے ضروری ہے کہ فوری طور پر عام سیاسی جماعتوں پر مشتمل قومی حکومت قائم کر کے حکومتی معاملات اُس کے سپرد کیے جائیں اور فوج کو واپس بیرکوں میں بھجوانا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ سول معاملات کنٹرول کرنا سویلین اِداروں کا کام ہے فوج کا نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ فوج اور قوم کا اتحاد ہی ملک کے اِستحکام کی ضمانت ہے۔ آخر کیوں فوج اور قوم کے درمیان فاصلے پیدا ہوئے؟ اُنہوں نے کہا کہ آج کی صورتِ حال کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لینا چاہیے۔ کسی کی ضد اور اَنا کو قومی مفادات پر غالب نہیں آنا چاہیے۔

☆ ریٹائرڈ جنرل راحت لطیف نے کہا کہ بدقسمتی سے ہندوستان کی یہ خواہش تھی کہ پاکستان کے اَندر فوج اور قوم آپس میں مقابلے میں آجائیں اور آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں جس فوج کو لوگ دیکھ کر سلامی دیتے تھے آج اُس پر حملے ہو رہے ہیں۔ یہ کیونکر ہو رہا ہے؟ کس کے باعث ہو رہا ہے؟ یہ ڈھکا چھپا نہیں۔ عوام کا اگر اختلاف ہے تو اُسے اختلاف ہی سمجھنا چاہیے۔ اِن پر قوت کا استعمال ہوگا تو پھر وہ بھی ہتھیار اُٹھانے پر مجبور ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ رُجحان خود حکومت اور حکمرانوں کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِن کی ناقص پالیسیوں کے نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ خدارا پالیسیوں پر نظر ثانی کریں اور فوج کو فوج ہی رہنے دیں۔

☆ ریٹائرڈ جنرل سعید الزمان جنجوعہ نے کہا کہ لال مسجد پر ایکشن کے بعد ری ایکشن تو متوقع تھا۔ آخر یہ کس کی پالیسی ہے کہ قومی فوج کو قوم کے سامنے لا کھڑا کیا گیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اِسلام ہماری زندگیوں میں رچا بسا ہوا ہے لہٰذا آپ اپنے مفادات کے لیے ایسی صورتِ حال پیدا نہ کریں کہ قوم ہتھیار اُٹھانے پر مجبور ہو جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ فوج کا استعمال پولیس کے ذریعے لیا جائے گا تو اُس کے خلاف نفرت بڑھے گی۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ موجودہ پالیسیوں پر نظر ثانی کی جائے اور فوج کو قومی فوج کے طور پر صرف سرحدی نگرانی تک محدود کیا جائے اور طاقت

کا استعمال نہ کیا جائے۔

☆ ائیر مارشل ریٹائرڈ شاہد ذوالفقار نے کہا کہ فوج والے قوم کے لیے ہیں وہ تو حکم اور فرض کی اَدائیگی کے لیے چلے آتے ہیں۔ موجودہ حالات میں ضرورت فوج کشی کی نہیں سیاسی ڈائیلاگ کی ہے اور بندوق کے مقابلے میں بندوق کی بجائے مشاورت کا ہتھیار اِستعمال کیا جائے، یہی ملک کے مفاد میں ہے۔ اِنتہا پسندی کا مقابلہ تدبر سے کیا جائے۔

☆ ریٹائرڈ جنرل سلیم ملک نے کہا کہ فوج اور قوم کا اتحاد ہی کسی ملک کی بقاء و سلامتی کا ضامن ہوتا ہے۔ 1965ء میں یہ اتحاد قائم ہوا تو ہمیں فتح ملی۔ آج کی صورتِ حال پوری قوم اور حکومت کے لیے لمحہ فکریہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے اندر کسی آپریشن میں فوج نہیں، پولیس اور پیرا ملٹری فورسز کا استعمال ہونا چاہیے۔

☆ ریٹائرڈ جنرل نشاط نے کہا کہ جو اَفراد اسٹیٹ کو چیلنج کرنے پر اُتر آئیں اور ملک میں عدمِ استحکام اور اِنتشار برپا کریں تو فوج سمیت سب اِداروں کی ذمہ داری ہے کہ ایسی بغاوت پر مزاحمت کریں۔ آج کی صورتِ حال میں اِس مزاحمت کو ختم کرنا ضروری ہے اور فوج کے مورل کو بلند رکھنا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ فوج پر حملے کے مرتکب عناصر کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت 16 جولائی 2007ء)

فوج جہاں بھی گئی پیچھے خون اور لاشوں کے اَنبار چھوڑے : جنرل اَسد دُرانی

بلوچستان قبائلی علاقے یا اسلام آباد میں اپنے ہی لوگوں کو مارا۔ ہر بار کہا گیا فتح حاصل کر لی ہے، قبائلی علاقوں کو سمجھنے والوں نے کہا وہاں فوجی ایکشن نہ کریں ہم نے شروع کر دیا اور نقصان اُٹھایا۔ مسئلہ مذاکرات سے حل کرنے کی کوشش کی جائے خواہ یہ عمل کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو : سابق سربراہ آئی ایس آئی

واشنگٹن (ثناء نیوز) آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) اَسد دُرانی نے فوج پر ہونے والے حملوں پر ردِّعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ بطورِ فوج ہم جہاں بھی

گئے ہیں اپنے پیچھے خون کے نشان اور لاشوں کا اَنبار چھوڑا ہے۔حکومت نے قبائلیوں کے ساتھ اَمن معاہدے کی پاسداری نہیں کی۔ اگر ہم اپنے کیے ہوئے معاہدے کا اِحترام نہیں کرتے تو پھر معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔فوج ایکشن سے پرہیز کرے اور جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ اُس کی معافی مانگے۔

بی بی سی کو دیے گئے ایک انٹرویو میں اَسد دُرانی نے کہا ہے کہ اگر فوج کو تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ اگر پچھلے چار پانچ سالوں پر نظر ڈالیں تو ہم نے مختلف علاقوں میں کئی فوجی آپریشن کیے ہیں۔ یہ کارروائیاں چاہے بلوچستان میں ہوں یا قبائلی علاقے میں یا پھر اِسلام آباد میں، اپنے ہی لوگوں کے خلاف کی گئیں اور اُن آپریشنز میں ہم نے کافی لوگوں کو مارا۔ اُنہوں نے کہا کہ قبائلی علاقوں میں تو آپریشن ضروری تھا لیکن کچھ معاملات میں تو شاید بغیر کارروائی کے گزارہ ہو بھی جاتا۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر ملک کی صورتِ حال کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو بطورِ حکومت یا فوج ملک میں ہم جہاں بھی جاتے ہیں پیچھے خون کے نشان اور لاشیں چھوڑ آتے ہیں۔اُن کا کہنا تھا کہ یہ بات باعثِ پریشانی ہے کہ ہر آپریشن کے بعد کہا جاتا ہے کہ ہم نے فتح حاصل کی ہے اور فوجیوں کو مبارک باد دی جاتی ہے۔اَب تو وہ بے چارے سپاہی جو حکم کے تحت کارروائی کرتے ہیں اُنہوں نے بھی فتح کے نشان بنانا شروع کر دیے ہیں۔

اِن باتوں کو مدنظر رکھیں تو یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ لوگ فوج کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ پوچھے جانے پر کہ کیا فوج میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو اِس طرح کی سوچ رکھتے ہوں۔اُنہوں نے کہا کہ میں نے کوئی سروے نہیں کیا ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہم فوج کے اندر ہوں یا باہر عام طور پر ہماری سوچ ایک دُوسرے سے مطابقت رکھتی ہے۔ کچھ اگر اِس کے حق میں ہوں گے تو کچھ کو اِختلاف بھی ہوگا۔ کچھ لوگوں کے خیال میں بنیاد پرستی یا ملاازم بہت بڑا جرم ہے جبکہ کچھ کا خیال ہے کہ اِس مسئلے کو طریقہ سے حل کیا جا سکتا ہے لیکن اِس سے کوئی خوش نہیں ہوسکتا وہاں لوگوں کا خون بہایا جائے۔

اُنہوں نے مزید کہا کہ عام شہریوں کا خون بہانا ہر معاشرے میں برا سمجھا جاتا ہے لیکن گزشتہ چند برسوں میں ہم شہریوں کا ہی خون بہا رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر ان کے خیال میں اِس طرح کی بے چینی موجود ہے تو کیا وہ اِتنی شدید ہو سکتی ہے کہ اِس کے بارے میں اِقدامات کرنے پر غور کیا جائے تو اَسد دُرانی کا کہنا تھا کہ فوج کے اندر ایک خاص قسم کا ''چین آف کمانڈ'' کلچر موجود ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حکم کی تعمیل فوج کے ڈسپلن کا حصہ ہے۔

جنرل اَسد دُرانی کا کہنا تھا کہ جب آپ کسی بیرونی طاقت کی اِیماء پر اپنے لوگوں پر حملے کرتے ہیں تو اِس کا اثر بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اُن کے بقول جو لوگ قبائلی علاقوں کو سمجھتے تھے اُنہوں نے کہا تھا کہ وہاں کارروائی نہ کریں کیونکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ایک اتحادی ہونے کے باوجود ہم اپنی اندرونی (پالیسیوں) کا دفاع کر سکتے تھے لیکن ہم نے قبائلی علاقوں میں کارروائی شروع کر دی۔ اِس کارروائی کے جواب میں مقامی اور غیر ملکی عسکریت پسندوں نے بہت کامیاب مزاحمت کی اور ہمیں شدید نقصان پہنچایا۔ خفیہ اِدارے کے سابق سربراہ کا کہنا تھا کہ حکومت نے مقامی لوگوں کے ساتھ کیے ہوئے اَمن معاہدے کا اِحترام نہیں کیا۔ اگر ہم اپنے ہی کیے ہوئے معاہدے کا اِحترام نہیں کرتے تو پھر معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ (ایسی بے چینی کی صورتِ حال میں) وہ پاکستان کے حکمرانوں کو کیا مشورہ دیتے ہیں تو جنرل دُرانی نے کہا کہ وہ مشورہ نہیں دیا کرتے۔ تاہم اُن کا کہنا تھا کہ ''اگر فوجی ایکشن غلط ہے تو نہ کیجیے۔ لوگوں کے ساتھ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے یہ عمل کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو۔ فوج ایکشن سے پرہیز کرے اور جو غلطیاں ہوئی ہیں (فوج) اُس کی معافی مانگے''۔ اِس سوال کے جواب میں کہ کیا حالات کی بہتری کیلیے سیاسی اِقدامات بھی ضروری ہیں؟ اَسد دُرانی نے کہا کہ یہ ایک بنیادی بات ہے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آیا (صدر مشرف) کا وَردی اُتارنا اِس سلسلے میں پہلا قدم ہو سکتا ہے تو اَسد دُرانی نے کہا کہ وردی کے ساتھ صدر

رہنا ایک غیر قدرتی فعل ہے۔ اُن کے بقول اِس قسم کے نظام میں ہر بات ذاتی ہوجاتی ہے کیونکہ ایسے نظام میں ہر بات ایک ذات سے شروع ہوتی ہے۔ سارے نظام کو بطورِ صدر کنٹرول کرنا بنیادی ایشو ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت 17 جولائی 2007ء)

بیکن ہاؤس کے طلباء بے حیائی روکنے کی اپیلیں کرتے رہے
اِنہیں ایسی کارروائیاں کرنے کی دعوت دے کر قتل عام کی سازش کی گئی

اسلام آباد (آن لائن) پاک فوج کے سابق سربراہ جنرل (ر) بیگ نے اِس خدشے کا اِظہار کیا ہے کہ وزیرستان اَمن معاہدے کی ناکامی کی صورت میں پاک فوج دَلدل میں پھنس جائے گی۔ امریکی سازش کے تحت پاک فوج اور عوام کو لڑا کر ملک کو عدمِ استحکام کا شکار کیا جارہا ہے۔ لال مسجد کی طالبات کو بیکن ہاؤس کی طالبات آکر بے حیائی روکنے کی اپیلیں کرتی رہی ہیں اور ایک منظّم سازش کرکے اِن کو پھنسایا گیا۔ لال مسجد انتظامیہ اور حکومت کے درمیان اِسٹیبلشمنٹ نے معاہدہ نہیں ہونے دیا ایک فرد اپنی اَنا کی خاطر پاک فوج کو بدنام کررہا ہے۔

گزشتہ روز ایک نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ بعض ایسی اطلاعات ہیں کہ بیکن ہاؤس کے طلبہ و طالبات آکر جامعہ حفصہؓ کی طالبات سے یہ اپیل کرتے رہے ہیں کہ یہاں اسلام آباد میں بے حیائی اور بُرائی کو روکنے کے لیے آپ قدم اُٹھائیں جس سے یہ اَندازہ ہوتا ہے کہ ایک سازش کے تحت جامعہ حفصہؓ کی طالبات کو اُکسایا گیا اور اُن کو ایسی کارروائیاں کرنے کی دعوت دے کر یہ قتل عام کرانے کی ایک منظّم سازش کی گئی۔ اُنہوں نے کہا کہ بیکن ہاؤس اور بے حیائی رُکوانے کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ وہ تو ایک غیر ملکی اِدارہ ہے۔ جنرل ریٹائرڈ اسلم بیگ نے کہا کہ سانحہ لال مسجد لندن میں قائم ہونے والی متحدہ اپوزیشن الائنس اور سپریم کورٹ کا آنے والا صدارتی ریفرنس کیس کا فیصلہ یہ وہ معاملات ہیں کہ جس سے پاکستان اور موجودہ حکومت کا مستقبل ایک آئینے میں

نظر آتا ہے کہ پاکستان اور حکمرانوں کا مستقبل قریب میں کیا ہونے والا ہے۔ سانحہ لال مسجد میں چین کو ملوث کر کے پاکستان کو ایک اور دھچکا دیا گیا تاکہ پاکستان اور چین کی دوستی کو بھی ساتھ ساتھ ختم کیا جائے اور چین کو بھی اِقتصادی اور معاشی طور پر ناکام بنایا جائے۔

ایک منظّم حکمتِ عملی کے تحت پاکستان کے اندرونی معاملات میں ایک تیر سے دو شکار کرتے ہوئے چینی اہلکاروں کو قتل کیا گیا اور لال مسجد کو ایک مربوط حکمتِ عملی کے تحت اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کی شکل دے کر پیش کیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ صرف ایک شخص نے اپنی اَنا کے لیے پاک فوج کو لال مسجد میں ڈال کر اُس سے عوام کا خون کرایا اور فوج کو بدنام کیا۔

اسلم بیگ نے کہا کہ ایک وقت تھا کہ حکومت اور لال مسجد کے درمیان معاملات طے ہو گئے تھے اور تمام مذاکرات کامیاب ہو گئے تھے لیکن اِسٹیبلشمنٹ نے خود مذاکرات کو ناکام بنایا جس کا ذکر چوہدری شجاعت حسین نے خود بھی ایک موقع پر کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ لال مسجد میں طالبات اور مجاہدین کا اِلزام بھی بے بنیاد ہے۔ مجاہدین تو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اگر اُنہوں نے کوئی کارروائی کرنی ہو تو وہاں سے آ کر کرتے ہیں اور پھر واپس اپنے ٹھکانوں میں چلے جاتے ہیں اُن کو کیا ضرورت تھی کہ وہ یہاں لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کے بند ماحول میں محصور ہو کر کسی کے خلاف کارروائی کریں۔

اسلم بیگ نے کہا کہ وزیرستان میں ہونے والا اَمن معاہدہ خود امریکہ نے ناکام بنایا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ پاک فوج اور عوام کو آپس میں لڑا کر وہ اپنے مقاصد حاصل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے پاکستان کو لال مسجد آپریشن کے بعد مبارک باد کا پیغام دینے کے علاوہ یہ آفر بھی کی کہ وزیرستان معاہدہ ناکام ہونے پر وہ پاکستان کی بھرپور مدد کرے گا چونکہ اُس کا یہی منشور ہے کہ پاک فوج اور پاک عوام کے درمیان جنگ شروع ہو اور امریکہ یہ بھی اچھے طریقے سے جانتا ہے کہ قبائلی علاقوں کے عوام اور وہاں کے مقامی طالبان بیت اللہ محسود وغیرہ یہ وہ قوت ہیں جنہوں نے 8 سال افغانستان میں رُوس کے خلاف جنگ کی۔

امریکہ نے خود اِن کو تیار کیا ہے۔ اُسے اِن کی طاقت کا اندازہ ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن کے بعد پاکستان کا وہی حشر ہوگا جو امریکہ کا عراق اور افغانستان میں ہورہا ہے۔ امریکہ کے پاس جدید اسلحہ اور سپر پاور ہونے کے باوجود اگر وہ عراق اور افغانستان میں ایسے لوگوں کو کنٹرول کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تو پاک فوج ایسے عوام کو کیسے روک سکتی ہے۔ اِن کو کیسے شکست دی جاسکتی ہے۔ جنرل ریٹائرڈ اسلم بیگ نے اِس خدشے کا اِظہار کیا ہے کہ اگر حکومت نے قبائلی علاقوں میں مقامی قبائلیوں کے خلاف آپریشن کرنے کی کوشش کی تو پاک فوج دَلدل میں پھنس جائے گی اور اِس جنگ کا دائرہ کار بلوچستان تک پھیل جائے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت 18 جولائی 2007ء)

۞

قارئینِ کرام ! ملاحظہ فرمائیں کہ تمام بڑے بڑے سابقہ جرنیل اِس بات پر متفق ہیں کہ ''آپریشن سائلینس'' اپنی ہی قوم کے معصوم بچے اور بچیوں کے خلاف بلاجواز اور ظالمانہ کارروائی تھی اور خاص طور پر اُس وقت اِس کارروائی کی سنگینی اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ شہید عبدالرشید غازیؒ نے علماء کرام کی اَنتھک کوششوں کے نتیجہ میں علماء اور میڈیا کی موجودگی میں اپنے کو حکام کے حوالہ کرنے پر آمادگی بھی ظاہر کر دی تھی، مگر اِس سب کچھ کے باوجود امریکی سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر صدر پرویز مشرف نے مبینہ طور پر ظالمانہ ایکشن کا حکم دے کر اِسلام اور پاکستان کے لیے اِیثار اور قربانی کا جذبۂ صادق رکھنے والے دینی طلباء اور طالبات کا قتلِ عام کرایا۔

نیز تمام سابقہ جرنیل جب اِس بات کا کھل کر اِعتراف کررہے ہیں کہ جب اور جہاں کہیں بھی ہم نے اپنی عوام کے خلاف مسلح کارروائیاں کی ہیں تو اپنے پیچھے ہم لاشیں چھوڑ آئے۔ اور اپنی ہی قوم کے خلاف فوجی چڑھائی کبھی کامیاب نہیں ہوئی بلکہ ہمیں منہ کی کھانی پڑی اور ہم زخم چاٹتے رہ گئے۔

اِس موقع پر ہمارے ذہن میں ایک سوال پیدا ہورہا ہے کہ یہ دانائی اور ہوشمندی کی باتیں جرنیلوں کو ریٹائر ہونے کے بعد ہی کیوں سوجھتی ہیں، اپنی حاضر ڈیوٹی کے زمانے میں اِن کی دَانائی کہاں چلی جاتی ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حاضر ڈیوٹی کے دَوران یہ کسی اور طاقت کے ہاتھوں مرعوب ہوکر کارروائیاں

کرتے ہیں اور عوامی نمائندہ نہ ہونے کی وجہ سے اِن کی مرعوبیت میں مزید اِضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ریٹائر ہونے کے بعد جب اِس جبر سے آزاد ہوتے ہیں تو حکمت و دانائی کا لبادہ اُوڑھ کر اپنے جرم کا اِعتراف اِس انداز میں کرتے ہیں کہ یوں محسوس ہو کہ اِن سے بڑھ کر ملک وقوم کا کوئی اور ہمدرد نہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ حاضر ڈیوٹی جرنیل ہوں یا سابقہ، سب پر ہی آئین اور قانون کی پامالی اور حلف کی پاسداری نہ کرنے پر کُھلی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں اور تمام مراعات و وظائف سلب کیے جائیں جو غریب عوام کے خون و پسینہ کی کمائی سے کشید کر کے کھربوں روپوں کی شکل میں ڈیوٹی کے دَوران اور ریٹائر ہونے کے بعد اِن پر خرچ کیے گئے ہیں۔

آخر میں فوجی حکمران ہوں یا سول، سب کو ہی یہ بات باور ہونی چاہیے کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ پر کی جانے والی خونی کارروائی کے ذریعے مسجد اور مدرسہ کو بلڈوز تو کیا جاسکتا ہے مگر اِس ناپاک مہم کو کبھی سر نہیں کیا جاسکتا۔ **وماعلینا الا البلاغ المبین.**

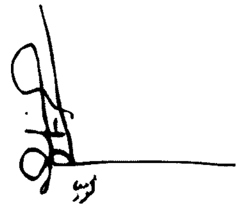

ختم بخاری شریف

بحمد للہ جامعہ مدنیہ جدید میں دُوسرے ختم بخاری شریف کی تقریب ۵/اگست بروز اتوار بخیر وخوبی منعقد ہوئی۔ اس کی تفصیلات آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

مولای صلّ وسلّم دائمًا ابدًا — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرتِ اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت حسنؓ کی فضیلت۔ حضرت معاویہؓ جبر سے اِقتدار پر آئے مگر کام اچھے کیے لڑائی کے بجائے مذاکرات۔ بے سوچ علمائے حق پر اِعتراض نہ کرنا چاہیے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 53 سائیڈ B 15-11-1985)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وآله واصحابه اجمعین امابعد !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ کے صحابۂ کرامؓ میں حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں کہ جب حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ سے مصالحت ہوئی تو امیر المؤمنین رہے اور تقریبًا بیس سال اِسی طرح گزارے۔ ساری اِسلامی مملکت پر اِن کی حکمرانی رہی ہے۔ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلافت پر آنا وہ تو ایک طرح جبر سے ہوا تھا۔ حکومت سے دستبردار ہونے کے لیے وہ تیار نہیں تھے، وہ اِس چیز سے پیچھے ہٹے ہی نہیں۔ وجہ اُس کی یہ ہے کہ وہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے کہ جو قاتلینِ عثمان ہیں اُن سے اِنتقام لینا چاہیے تو میں آپ کے ساتھ ہو جاؤں گا ورنہ میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں۔

تو میں نے یہ آپ کو پہلے بتایا ہے کہ قاتلینِ عثمان جنہوں نے اِرتکابِ قتل کیا تھا وہ تو وہیں اُسی وقت اُن کی شہادت کے بعد جو لڑائی ہوئی اُس میں مارے گئے تھے۔

قاتلوں کا گروہ مصری تھا، کوفہ بصرہ کے باغی اُس میں شامل نہ تھے :

اب جواُن کے قاتلوں کا گروہ تھا وہ تو مصری تھا۔ باقی جو گروہ باغیوں کے کوفہ سے آئے تھے، بصرہ سے آئے تھے اُن میں سے کوئی آدمی قاتلین کے ساتھ نہیں تھا۔ جو قاتلین میں صرف اہلِ مصر تھے وہ ''فسطاط'' سے آئے تھے مرکز مصر میں فسطاط تھا اُن کا۔ تو جن لوگوں نے مارا تھا وہ مارے گئے، باقی جواُن کا گروہ تھا اَب اُس سارے گروہ کو پکڑا جائے، مارا جائے وہ لمبا کام ہے اور ممکن العمل نہیں ہے۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے اِس بات کو نہیں مانا۔

گروہ کے باقی لوگوں کو قتل کرنا فساد ہوتا نا کہ قصاص :

اور پھر حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی بالآخر اپنے دَور میں عملاً اِسی بات کے قائل ہوئے پھر حضرتِ طلحہ، حضرتِ زبیر، حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہم بھی اِسی بات کے قائل ہوئے کہ یہی ٹھیک بات ہے۔ اور سارے لوگوں کو مارنا یہ نیا فساد کھڑا کر دینا ہے، اِس سے فساد دَفع نہیں ہوگا، قصاص جو ہے وہ فساد کو رَفع کر دیتا ہے، قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ قصاص کے درجے میں نہیں رہتی بات بلکہ لڑائی چھیڑنے کے درجے میں ہو جاتی ہے یہ بہت مشکل کام ہے اور غلط ہے۔ تو کیا سب نے وہی ہے مگر بہت بعد میں۔ جب حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کر رہے تھے تو اُن پر اِعتراض تھا مگر اُن کے بعد جو دَور آتا گیا تو وہ اِعتراض والی چیزیں خود بخود ہٹتی چلی گئیں۔ اور اَب کتابوں میں جو مسائل ہیں ائمہ کرامؒ کے پسند کردہ یا اِختیار کردہ وہ وہی ہیں جو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے تھے۔

ایک بات یہ ہے خاص سمجھنے کی کہ اِس سے پہلے میں یہ واقعہ ذکر کر دوں کہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ اُن کی جگہ خلیفہ ہو گئے، لوگوں نے بیعت کر لی۔ پھر وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر چلے۔ جب وہاں پہنچے ہیں شام کے قریب تو یہ صفین جو ہے آج کل غالبًا عراق کا حصہ ہے، عراق اور شام کی یہ سرحد تھی، اُس جگہ جب پہنچے ہیں اَبھی شام نہیں پہنچنے پائے تھے، قریب پہنچے ہیں تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا جو بہت زیرک اور نہایت صاحبِ بصیرت تھے، حضرتِ معاویہؓ کے ساتھی تھے، اُنہیں بھیجا کہ جا کر دیکھیں، لشکر کا اَندازہ کریں، اُنہوں نے اَندازہ کیا کہ بہت بڑا لشکر ہے اور یہ اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے ہم پلّہ لوگوں کو نہ ختم کر دے۔ ہم بھی اِتنا ہی بڑا

لشکر لے جائیں، پھر دو میں سے ایک جو ہے وہ غالب آئے گا اور بہت نقصان ہوگا جانی، آسانی سے غلبہ بھی نہیں ملے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی سے اِجتناب کرتے ہوئے مذاکرات کو ترجیح دینا :

تو اِس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو صلح کرنی چاہتا ہوں لڑائی نہیں چاہتا۔ حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر لڑائی ہوئی تو غلبہ تو ہمارا ہی ہوگا، جیت ہمیں ہی ہوگی۔ وجہ اُس کی یہی تھی کہ اِن کا سرحد کا حصہ جو تھا جہاں لڑائی ہو رہی تھی وہاں سپلائی لائن اِن کی بالکل متصل تھی اور حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر کی دُور ہو جاتی تھی۔ تو اِن کے خیال میں یہ تھا کہ غلبہ ہمیں ہی ہوگا۔

اِجتناب بوجہ اِقتصادی مسائل :

حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھو اَیْ عَمْرُو اِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ وَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ فَمَنْ لِّیْ بِنِسَائِهِمْ وَمَنْ لِّیْ بِضَیْعَتِهِمْ اگر اِنہوں نے اُنہیں اور اُنہوں نے اِنہیں مار دیا، طرفین کے زیادہ لوگ مارے گئے تو اَب اُن کی عورتیں تو رہ جائیں گی، اُن کے بچے تو رہ جائیں گے، اُن کا کیسے ہوگا کام؟ مَنْ لِّیْ بِنِسَائِهِمْ وَمَنْ لِّیْ بِضَیْعَتِهِمْ ضَیْعَ یعنی بچے، تو اُنہوں نے کہا کہ پھر کیا کریں؟ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُن سے پیش کش کی جائے، بات کی جائے اُن سے، جس چیز پر وہ راضی ہوں میں اُس پر صلح کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تو اُنہوں نے سفید کاغذ بھیج دیا کہ جو وہ چاہیں، جن شرائط پر وہ چاہیں میں صلح کرلوں گا۔ تو وہاں کچھ نئے حضرات تھے جو بہت بڑے بڑے درجوں پر پہنچ چکے تھے جہاد کی اور اِسلام کی خدمت کی وجہ سے، اور وہ عرب کے قبائل کے بھی تھے جو قدیم قبائل تھے جو اِسلام میں داخل ہوئے شروع میں اُن قبائل کے دو حضرات [1] نے کہا کہ ہم جاتے ہیں بات کرتے ہیں۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ سے جب گفتگو ہوئی تو اِن سے اُنہوں نے کہا یہ کہ اگر وہ قائم نہ رہے اِس بات پر جو بات کر رہے ہیں تو پھر کیا ہوگا؟ کون اِس کا ضامن ہو سکتا ہے؟ تو اِن دونوں نے کہا کہ ہم ضامن ہیں کہ وہ بات جو کریں گے پوری کریں گے۔ پھر حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ سے انجام کار یہ ہوا کہ صلح ہوگئی اور اُنہوں نے کچھ علاقے اپنے رکھے ایسے کہ جن میں سے وہ آمدنی لیتے رہیں گے اُن علاقوں کی۔ [2]

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ بخاری شریف ص ۳۷۳ [2] بخاری شریف ص ۳۷۳

حدیث شریف میں یہ آتا ہے کہ جناب ِرسول اللہ ﷺ ایک دن خطبہ دے رہے تھے، آپ لوگوں سے بات کرتے تھے کبھی اور کبھی اِنہیں دیکھتے تھے حضرتِ حسنؓ کو۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ یہ میرا بیٹا سردار ہے یا سردار ہوگا وَلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ شاید ایسے ہو کہ اللہ تعالیٰ اِن کی وجہ سے یا اِن کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو فضیلت بیان کی وہ حضرتِ حسنؓ کی بیان کی اِس معاملے میں۔ تو یہ ۴۰ھ، ۴۱ھ کی بات بن گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے کوئی تیس اکتیس سال بعد یہ بات ظہور میں آرہی ہے کہ حضرتِ حسنؓ سے وہ بات کررہے ہیں۔ حضرتِ حسنؓ تیار ہوگئے صلح پر اور اَنداز کرلیا تھا اُنہوں نے کہ یہ حکومت چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ یعنی وہ شرط اگر یہ کرتے کہ حکومت سے تم بھی اَلگ ہوجاؤ میں بھی اَلگ ہوجاؤں تو حضرتِ معاویہؓ نہ مانتے اِس بات کو۔ اُنہوں نے یہ کیا کہ اپنے آپ حکومت سے دستبردار ہونا منظور کرلیا، شرائط کرلیں کہ آپ اپنی زندگی میں رہیں گے بعد میں میں ہوں گا وغیرہ، جو بھی چیز ہوئی لیکن اُنہوں نے خود کو حکومت سے دست کش کرلینا گوارا کرلیا یہ بہت مشکل کام ہے کہ کوئی آدمی حکمران ہوجائے، قوت ملی ہو، اُس کی سپورٹ بھی ہورہی ہو، سب کام چل رہے ہوں، اُسے غلبے کی بھی اُمید ہو، مغلوب نہیں ہوئے وہ کُلّی طور پر، لیکن پھر بھی وہ اِس طرح سے دست کش ہوجائے اور وجہ اُس کی انہوں نے یہ بتائی کہ یہ اُمتِ مرحومہ جو ہے جناب ِرسول اللہ ﷺ کی اُمت، یہ اپنے ہی خون میں خود بھررہی ہے۔ عَاثَتْ بِدِمَائِھِمْ [1] یہی اُنہوں نے وجہ بتلائی اور پھر اُس مسلح تصادم کو ختم کرنے کا یہ راستہ نکالا کہ خود دست کش ہوگئے، حضرتِ معاویہؓ کو حکومت دے دی۔

تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ''اِزالۃ الخفاء'' کے شروع میں ہی لکھا ہے کہ حکومت پر آنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جبرًا آگیا حکومت پر، مُتَسَلِّطْ ہوگیا۔ تو تسلط سے بھی تو حکومت ہو ہی جاتی ہے قائم۔ اَب یہ کہ تسلط ہوجانے کے بعد پھر یہ کہا جائے کہ حکومت اُس کی نہیں ہے، یہ نہیں کہہ سکتا کوئی، یہ کہہ سکتے ہیں کہ دُرست طریقے سے وہ نہیں آئے۔

---

[1] بخاری شریف میں اِس طرح ہے ''عَاثَتْ فِیْ دِمَائِھَا'' ص ۳۷۳

حکومت صحیح طریقہ سے آئے اور کام غلط کرے تو حکومت غلط، غلط طریقہ سے آئے اور کام صحیح کرے تو حکومت دُرست ہوگی :

اِس میں میں ایک مسئلہ ویسے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اِسلام یہ دیکھتا ہے کہ اگر وہ حکومت پر غلط طریقے سے بھی آجائے، بعد میں اُس نے کام صحیح کیے تو اُس کی حکومت صحیح ہے۔ اور اگر حکومت پر صحیح طریقے سے آیا اور کام غلط کیے، اِسلام کے خلاف کیے تو حکومت غلط ہے۔ تو اَب اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ حکومت پر جس طریقے سے آئے ہیں وہ تو ٹھیک نہیں تھا، لیکن بعد میں جو اُن کا کام رہا ہے، معاملہ رہا ہے وہ عین دین کے مطابق رہا ہے، وہ بالکل صحیح رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ اور آپ ﷺ کی دُعا کا اثر :

تو اُس کے بارے میں یہاں حدیث شریف میں آتا ہے یہ کہ آقائے نامدار ﷺ نے ایک مرتبہ دُعا کی حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا وَاھْدِ بِہٖ خداوندِ کریم اِن کو تو ھَادِیْ ہدایت دینے والا مَھْدِی ہدایت پر قائم رکھ اور وَاھْدِ بِہٖ اور اِن کے ذریعے ہدایت پھیلا۔ تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا پھر جو دَور رہا ہے اپنا وہ اِس اعتبار سے کہ وہ اِسلام کی خدمت کریں، جہاد کریں، عدل و انصاف ملحوظ رکھیں، عین اِسلام کے مطابق فیصلے ہوں اُن کے دَور میں، یہ چیز برابر رہی ہے تو یہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی دُعا کا اثر تھا۔

حکومت مل کے رہے گی :

ایک دفعہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے وہ حدیث یہاں تو نہیں ہے۔ اِزالۃ الخفاء میں ہے کہ میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ مجھے حکومت ضرور ملے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ میرے لیے دُعا فرمائی، دُعا یہ تھی اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ خداوندِ کریم اِسے اپنی کتاب کا یعنی قرآنِ پاک کا علم عطا فرما اور مَکِّنْ لَہٗ فِی الْبِلَادِ شہروں میں اِن کو مقام بخش دے مضبوط یعنی قبضہ اِن کا جما دے شہروں پر وَقِہِ الْعَذَابَ اور اِنہیں عذاب سے بچائے رکھ۔

حضرت رحمہ اللہ کا لطیف اِستنباط، علماء پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے :

تو اَب آپ کو میں ویسے ہی کہتا ہوں کہ ایک عام آدمی اور ایک عالم کوئی کام کر رہا ہو تو اُس میں فرق بڑا ہوتا ہے، وہ گرفت میں نہیں آتا عالم جو ہے اُس کے ذہن میں کوئی نہ کوئی توجیہ ہوتی ہے، وجہ ہوتی ہے، وہ گرفت سے بچ جاتا ہے۔ تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو بھی کچھ کیا اُس میں توجیہ ضرور تھی اُن کے سامنے، اُس میں وہ گرفت سے بچے رہے اور عام آدمی جو کرتا ہے وہ جانتا ہی نہیں کہ اِس میں اِس وقت یہ نیت کی جائے تو یہ حکم ہو جاتا ہے وہ نہیں جانتا، لٰہذا وہ اِس طرح کی چیزوں میں گرفت سے بچ نہیں سکتا مگر عالم جو ہوگا جاننے والا جو ہوگا وہ بچ جاتا ہے۔ اِسی طرح جیسے کہ قانونی گرفت سے کوئی وکیل بچ جائے، وہ جانتا ہے کہ یہ کروں گا تو گرفت میں نہیں آؤں گا اور یوں کروں گا تو گرفت میں آجاؤں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے لیے یہ دُعا فرمائی (کہ اِن کو عذاب سے بچا) تو یہ اُس کے اَثرات تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن حضرات کا آخرت میں ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء ......

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:30 بمقام 35-X فیز III ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر : 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لٰہذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

معارف وحقائق :

☆ میرا تو یہی تجربہ ہے کہ لوگوں کی دوستی مکروفریب اور اُن کی دینداری ریا اور نفاق ہے۔

☆ حسنِ نیت بھی مفید نتائج پیدا کرتی ہے۔

☆ مصائبِ دُنیا آخرت کے مصائب کے سامنے ہیچ ہیں۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا کی تفسیر اِن مصائب وآلام سے بھی کی گئی ہے اِس لیے دَرحقیقت خوشی اور اِطمینان کا مقام ہے اَشَدُّالنَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ (سخت ترین آزمائش پیغمبروں کی ہوتی ہے پھر اُن لوگوں کی جو درجہ بدرجہ اُن سے زیادہ قریب ہیں)۔

☆ اللہ تعالیٰ عزشانہ' نور اور نار اور شکل وصورت وغیرہ تمام اَعراض وجواہر سے منزہ اور پاک ہیں اور تمام صفاتِ کاملہ لائقہ بذاتہٖ اُس کے ساتھ قائم ہیں۔ اِدراکِ ذات بحت احاطہ علمِ بشر سے خارج ہے۔ صفاتِ کاملہ ثبوتیہ اور صفاتِ سلبیہ تک اِدراکِ بشر پہنچتا ہے۔

☆ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ اُس (کی معرفت) کے لیے ذریعۂ اَتم ہے۔ ہاں اُس کی تجلیات انوارِ مختلفہ اور صورِ کاملہ شمسیہ وغیرہ میں ہوسکتی ہیں جن سے وہ ذاتِ مقدسہ وراءُالوراء ہے۔ آفتاب آئینہ ہائے مختلفہ میں متجلی ہوسکتا ہے مگر وہ اپنے مقام پر لاکھوں میل دُور ہے۔ یہ آئینہ مظہرِشمس ہے عینِ شمس نہیں۔ اِس مظہر میں شمسِ حقیقی موجود نہیں اُس کا عکس ہے، اُس کے عکس کو عینِ شمس نہیں کہہ سکتے۔

☆ ہم کو جو کچھ اِس دارِ فانی میں عطا کیا گیا ہے وہ خداوندِ کریم کی امانت ہے۔ خصوصًا اَولاد جن کی پرورش، تعلیم وغیرہ ہم پر لازم ہوتی ہے۔

☆ ہندوستان میں رہتے ہوئے شوقِ مدینہ منورہ میں بے قرار رہنا اور اِسی عشق میں مرنا ہزار مرتبہ بہتر ہے اِس سے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر ہندوستان کے لیے بے چین ہو۔

☆ مقصودِ اصلی رضائے الٰہی ہے، جہاں بھی حاصل ہو جائے وہیں کار آمد ہے۔ اگر ہمارا مرقد حجرۂ شریف مطہرہ میں ہے اور اگر خدانخواستہ رضائے الٰہی اور مغفرت کا سامان نہ ہو تو وہ ذرّہ برابر قابلِ اعتبار نہیں۔

☆ اصلاحِ باطن میں دن رات صرف کیجئے، پھر دَار و دِیار کا بھی قصد کر لیجئے۔

☆ ذکر میں مختلف اَفکار و خیالات کا چھانا ذکر کی برکت اور اُس کے اَثر کو کم (ہی) نہیں بلکہ بسا اَوقات بالکل زائل کر دیتا ہے۔

☆ ہمارا اِعتقاد ہے کہ وہ ہمارا اور سارے عالم کا رب ہے۔ مربی جو کچھ کرتا ہے برائے تربیت اور درپردہ بھلائی کے لیے کرتا ہے اگر چہ پرُوردہ کو تکلیف ہو۔

☆ کوئی حجت آپ کو دُنیا کے حکام کے سامنے نجات دِلا دے مگر عالم سر واخفیٰ سے کس طرح نجات دِلا سکتی ہے۔

☆ علمِ حدیث وہ علم ہے جس سے اُن چیزوں کے اَحوال معلوم ہوتے ہیں جن کی جنابِ رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کی گئی ہو بطورِ قول کے یا فعل کے یا تقریر کے یا صفت کے، یہی تعریف راجح اور قوی ہے۔

☆ اِنسان کوئی کام خواہ دُنیاوی ہو یا دینی، جسمانی ہو یا رُوحانی، جب شروع کرتا ہے طبیعت بوجہ عدمِ عادت اُس سے گھبراتی ہے اور اُلجھتی ہے، پھر آہستہ آہستہ اُس سے مناسبت پیدا ہوتی رہتی ہے اور آخر کار اُس سے اُلفت پیدا ہو کر طبیعتِ ثانیہ کا ظہور ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

سلسلہ نمبر ۳۰ قسط : ۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

حضرت اقدسؒ اور حکیم فیض عالم صدیقی کے درمیان خط و کتابت

حکیم فیض عالم صدیقی کا خط

بذریعہ رجسٹرڈ (8-8-76) منجانب : حکیم فیض عالم صدیقی محلّہ مستریاں جہلم ۱؎

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی جناب حامد میاں صاحب !

السلام علیکم! ہفتہ بھر ہوا میں ہسپتال سے گھر آیا تو ماہنامہ میثاق کا قرآن کانفرنس نمبر دیکھا اُس میں آپ کا بھی ایک مقالہ ''فضیلتِ قرآن'' کے عنوان سے نظر سے گزرا۔

حکیم فیض عالم صاحب صدیقی غیر مقلدین کے بے نظیر و مایۂ ناز محقق ہیں۔ اُس زمانہ کے نواصب (اہل سنتؒ کے مخالف) میں اِن کو خاص مقام حاصل ہے۔ اِنہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے حتّٰی کی اِن کی دَست برد سے صحابہ کرام ؓ بھی نہیں بچ سکے، اہلِ بیت عظامؓ سے اِن کو خصوصی پرخاش تھی، چنانچہ اِنہوں نے اُن پر جی کھول کر سب وشتم، دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے۔ موصوف کو جہلم میں خود اپنی مسجد کے اندر ۱۹۸۳ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''اختلاف کا اَلمیہ'' حصہ اوّل کی طبع دوم میں حضرتِ اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ کے ساتھ اپنی اسی زیرِ نظر مکاتبت کا حوالہ دیا ہے۔ (ادارہ)

یہ دیکھ کر ازحد حیرت ہوئی کہ آپ نے سیدنا علیؓ کا نام جہاں لکھا اُس کے ساتھ کرم اللہ وجہہٗ لکھا۔ حالانکہ باقی تمام صحابۂ کرام کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ آپ جیسے شیخ الحدیث محقق، فاضل اور اُستاد سے ایسی فحش غلطی؟

صرف آپ نے اِسی پر اِکتفاء نہ کی بلکہ ایک من گھڑت، وضعی اور بالکل کذب پر مبنی روایت ایسے مقام پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے جو سیاق وسباق کے لحاظ سے بھی وہاں فٹ نہیں بیٹھتی۔

'' اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا '' کا اِس عبارت سے قطعًا کوئی تعلق نہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا اور معلوم ہونا چاہیے کہ :

☆ امام ابن تیمیہؒ نے اِس کے متعلق فرمایا ہے کہ : فَعُلِمَ اَنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ اِنَّمَا افْتَرَاہُ زِنْدِیْقٌ جَاھِلٌ نَطَقَہٗ مَدْحًا وَھُوَ بِطَرِیْقِ الزَّنَادِقَۃِ اِلٰی قَدحٍ فِی الْاِسْلَامِ .

☆ سخاوی کہتے ہیں : لَیْسَ لَہٗ وَجْہٌ صَحِیْحٌ .

☆ ملا علی قاری لکھتے ہیں: وَقَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ اِنَّہٗ کِذْبٌ لَااَصْلَ لَہٗ وَکَذَا قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ وَیَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ وَاَوْرَدَہٗ اِبْنُ الْجَوْزِیّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَاَوْفَقَہُ الذَّھْبِیُّ وَغَیْرُ عَلٰی ذَالِکَ وَقَالَ ابْنُ دَقِیْقِ الْعِیْدِ ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَمْ یُثْبِتُوْہُ وَقِیْلَ اِنَّہٗ بَاطِلٌ وَقَالَ الدَّارُ قُطْنِی غَیْرُ ثَابِتٍ . (موضوعات الکبیر)

☆ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: حدیث اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا رواہ الترمذی من حدیث علی وَقَالَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ مُنْکَرٌ وَاَنْکَرَہُ الْبُخَارِیُّ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِیْح وَقَالَ الذَّھَبِیُّ بَلْ ھُوَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ اَبُوْذُرْعَۃ کَمْ خَلْقٍ اِفْتَضَحُوْا فِیْہِ وَقَالَ یَحْیَ ابْنُ مَعِیْنٍ لَااَصْلَ لَہٗ . (کتاب الحاوی ج ۲ ص ۳۲ طبع اوّل)

☆ شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں : اَخْرَجَہُ النَّاسُ وَفِیْ اَسْنَادِہٖ جَمَاعَۃُ الْمَجْرُوْحِیْنَ وَالْمَجَاھِیْلُ. (قرۃ العینین)

☆ شاہ عبد العزیز لکھتے ہیں : اِس حدیث کو امام نووی، علامہ ذہبی، امام جزری نے مردود قرار دیا ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ)

صرف الحاکم اِسے صحیح قرار دیتا ہے لیکن وہ محض رافضی ہے۔ صاحبِ میزان الاعتدال کا قول ہے کہ:
ثُمَّ هُوَ شِيْعِيٌّ مَّشْهُوْرٌ مِّنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِّلشَّيْخَيْنِ. وَقَدْ قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ سَأَلْتُ اَبَا اِسْمٰعِيْلَ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِى عَنِ الْحَاكِمِ فَقَالَ اِمَامٌ فِى الْحَدِيْثِ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ. (ج ۲ ص ۴۰۲)

مزید تحقیق کے لیے **تدریب الراوی ص ۳۱ فتح المغیث شرح الفیة الحدیث بستان المحدثین** اور **اتحاف النبلا** .

اِس موضوع روایت کے راویوں پر تفصیلی گفتگو کی فی الحال ضرورت نہیں سمجھتا۔

اَب اِس خط کی روشنی میں دو باتیں توجہ طلب ہیں :

۱۔ آپ اپنی علمی دیانت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسالہ میثاق میں جن الفاظ میں مناسب سمجھیں اِعتراف کریں کہ اِس حدیث کے بیان کرنے میں مجھ سے سہو ہوا، یا تسامح ہوا یا غلطی ہوئی۔ اور اِس صورت میں مجھے مطلع فرمادیں تاکہ میں مطمئن ہوجاؤں۔ یعنی آپ کا اِعتراف شائع ہونے میں شاید ایک آدھ ماہ صرف ہوجائے۔

۲۔ دُوسری صورت یہ ہے یعنی اگر آپ کی طرف سے مجھے رسیدگی سے مطلع نہ کیا گیا تو میں دو ہفتے کے اِنتظار کے بعد خود آپ کے حوالہ سے مسلمانوں کو اِس غلط فہمی سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔

والسلام

اِس خط کی رسیدگی کا منتظر

فیض عالم جہلم

9-8-76

نوٹ : نقل رکھ لی گئی ہے۔ میں آخر میں یہ بھی عرض کردُوں کہ شیعیت اِن ہی چور راستوں سے اِسلام میں گھسی اور آپ جیسے شیخ الحدیثوں کی وجہ سے گھسی۔ اور جب وہ عوام کے سروں پر کابوس بن کر شرک و بدعت اور دَجل و فریب کے ضربوں سے عوام کو اپنے رنگ میں رنگ چکی پھر اِن علماء کو ہوش آئی اور اُنہوں نے پھر بھی اِس کے لاوہ بند کرنیکی کوشش نہ کی بلکہ سوتے[۱] ہی پر بند باندھنے میں منہمک ہوگئے۔ **یَالَلْعَجَبِ**

---

[۱] منبع ، چشمہ

حضرت اقدسؒ کا جوابی خط

۷۸۶

محترمی ومکرمی دام مجدکم !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مکتوب موصول ہوا۔آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔تعارف ضرور کرائیے۔کہاں پڑھا ہے؟ کن حضرات سے مستفید ہوئے ہیں اور کس طبقۂ فکر سے تعلق ہے؟ یعنی حنفی ہیں یا غیر حنفی؟

(۱) میں نے اپنے اساتذہ سے حضرت علی کے اسم گرامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہٗ زیادہ سُنا ہے۔جو اِس کی تاریخ ایجادِ خوارج کے جواب میں بتلاتے تھے۔رضی اللہ عنہ بھی کہا اور لکھا جاتا ہے۔وہ اور میں اِس کے بھی منکر نہیں۔اور بعض اکابر ثقات کی تحریرات میں علیہ السلام کا لفظ بھی ملتا ہے۔نیز کرم اللہ وجہہٗ رضی اللہ عنہ سے تو بڑا جملہ نہیں ہے۔وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ تو اِس میں شیعیت کی تقویت کیسے ہوئی اور یہ آپ کو کیوں بعید لگا۔اِس کی وجہ بھی لکھیں۔

(۲) اِس خاص حدیث کے بارے میں ہمارے اَساتذہ اِسی تشریح کے قریب ہی تشریح کرتے آئے ہیں جو میں نے کی ہے۔

(۳) یہ حدیث نہ باطل ہے نہ صحت کے درجہ کو پہنچتی ہے بلکہ حسن کے درجہ کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے ہے اور مجھے اُن کی یہ رائے پسند ہے۔

(۴) حاکم نیسابوری رحمہ اللہ میرے نزدیک اَکابر محدثین میں سے ہیں اور اِن معنی میں ہرگز شیعہ نہیں ہیں جو آج کل سمجھے جاتے ہیں۔شاید آپ نے اِن کی کتابیں نہیں دیکھیں ورنہ آپ کی رائے اور ہوتی۔

آئندہ جو بات لکھیں اُسکا مکمل حوالہ دیا کریں یا مع سیاق وسباق تحریر فرمایا کریں تا اِفادہ واِستفادہ سہل ہو

آپ کے خط کا آغاز واِختتام بتلاتا ہے کہ یا تو آپ صحابۂ کرامؓ کے بارے میں کوئی اور اپنی رائے رکھتے ہیں یا پھر قرب وجوار کے شیعوں کی وجہ سے ذہن پر شدید ردِّعمل ہے۔

والسلام

۱۴؍اگست ۷۶ء

حکیم فیض عالم صدیقی کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ! السلام علیکم ۔گرامی نامہ ملا۔میں نے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

۱۔ کے متعلق اپنے چند خدشات کے متعلق عرض کیا تھا۔مگر آپ اپنے گرامی نامہ میں مجھے غیر ضروری باتوں کی طرف متوجہ کر کے اصل بات کو درمیان میں گول کر گئے ۔ مذکورہ حدیث ''اگر اِسے حدیث تسلیم کیا جائے'' کا اِس بات سے کیا تعلق ہے کہ میں کون ہوں؟ کیا پڑھا ہے؟ کہاں پڑھا ہے؟ حنفی ہوں یا غیر حنفی؟ وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ آپ نے اپنے اَساتذہ سے کرم اللہ وجہہ' سنا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی اور یہ بھی اَٹکل پچو بات ہے کہ خوارج کے جواب میں ایسا کہا گیا۔ اِس کا کوئی ثبوت؟ اگر جواب اِثبات میں بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ خطاب رضی اللہ عنہم کہاں اور یہ اِنسانی جدت کہاں؟ کاش کہ آپ اِس جدت کے پس منظر سے آگاہ ہوتے۔ ''علیہ السلام'' کی تُک ایجاد شیعہ ہے ورنہ اَصحابِ ثلاثہ اِس خطاب کے زیادہ حق دار ہیں۔آپ نے اپنی جدت پر مجھے یہ لکھتے ہوئے کہ اِس کی وجہ لکھیں کہ آپ کو کرم اللہ وجہہ' کیوں ناگوار ہے۔ جنابِ محترم مجھے ہر وہ بات ناگوار ہے جو خود ساختہ قسم کی ہے اور پھر صرف سیّدنا علیؓ کے لیے یہ تخصیص کیوں؟

۳۔ اِس حدیث کے متعلق آپ کے اَساتذہ سے متفق ہونے کی نسبت امام ابن الجوزیؒ، امام ابن تیمیہؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبد العزیزؒ، جلال الدین سیوطیؒ، ملا علی قاری، علامہ سخاویؒ، امام ذہبیؒ اور ابوذرعہؒ کے اِرشادات سے متفق ہونا ہی نہیں بلکہ اُن کو مان لینا اور اُن پر عمل کرنا زیادہ ضروری ہے۔ میں نے اِن سب کے حوالجات قلمبند کیے تھے جن کی طرف آپ نے توجہ ہی نہیں دی۔

۴۔ آپ خود اِس ''موضوع'' حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ صحت کے درجے کو نہیں پہنچتی۔ پھر علماء کی مجلس میں اِس کا بیان؟

۵۔ حاکم نیشاپوری واقعی اِن معنوں میں شیعہ نہیں تھے جیسے آج کل ہیں۔ حضرت! معلوم ہوتا ہے آپ نے شیعیت کا مطالعہ نہیں کیا۔ نصر الدین طوسی، ابنِ علقمی، باقر مجلسی، اَخوان الصفا، ملا حسین واعظ، مفسر تفسیر حسینی جس نے اَخلاقِ محسنی بھی لکھی، طبری جسے مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں بھی دفن نہ ہونے دیا۔

یہ سب کون تھے؟ اور اُنہوں نے کن راستوں سے دینِ اسلام کو رِفض کے رنگ میں رنگنے کی کوششیں کیں اور پھر سقوطِ بخارا، سقوطِ بغداد، سقوطِ ڈھاکہ اور اَودھ میں مسلمانوں پر ظلم و ستم جو نوابانِ اَودھ کے زمانہ میں ہوئے، میمون اللہ کی اَولاد جو فاطمئین مصر کے نام سے مصر میں مسلمانوں کے لیے قتلِ عام کا موجب بنی رہی، یہ سب حاکم کے ذہن کے لوگ تھے۔ اَخلاقِ ناصری یا اَخلاقِ محسنی یا تفسیر حسینی دیکھ کر آپ یہ فرمائیں کہ تم نے اِن کی تالیفات نہیں دیکھی، عجیب مضحکہ خیز بات ہے۔ حضرت مولانا یہ لوگ سُنّی بن کر کتابیں لکھتے رہے اور درمیان میں کہیں کہیں ایسا شوشہ چھوڑتے رہے جس نے پوری ملت کے خرمنِ ایمان کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں، الا ماشاء اللہ۔

حاکم کے متعلق صاحبِ میزان الاعتدال کا قول ہے :

ثُمَّ هُوَ شِيْعِيٌّ مَّشْهُوْرٌ مِّنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِّلشَّيْخَيْنِ وَقَدْ قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ سَأَلْتُ اَبَا اِسْمٰعِيْلَ عَبْدَ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ عَنِ الْحَاكِمِ فَقَالَ اِمَامٌ فِي الْحَدِيْثِ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ .(ج۲ ص ۴۰۲). تدریب الراوی ص ۳۱ فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث، بستان المحدثین اور اِتحاف النبلا کو بھی دیکھئے۔

آپ نے لکھا ہے کہ آئندہ جو بات لکھیں اُس کا حوالہ دیں۔ میرے پہلے خط میں جو حوالہ جات تھے اُن کا آپ نے کیا جواب دیا ہے؟ اور اپنے مؤقف میں جو باتیں لکھی ہیں اُن کا آپ نے کون سا حوالہ دیا ہے؟

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرب و جوار کے شیعوں کی وجہ سے ذہن پر شدید ردِّ عمل ہے۔ اِس کا کچھ جواب سطورِ بالا میں عرض کیا جا چکا ہے اور مزید عرض کردُوں کہ آج تک عالمِ اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا، شیعوں سے پہنچا۔ میں قرب و جوار سے متأثر نہیں بلکہ پورے عالمِ اِسلام کے دُشمنوں سے متأثر ہوں۔ اور میں آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آپ بھی شیعیت کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کو حقیقتِ حال کا علم ہو سکے۔ صحابہ کرام کے بارے میں میرا عقیدہ ہے کہ سطحِ ارضی پر پیغمبران علیہم السلام کے بعد سب سے بہترین مخلوق صحابۂ کرامؓ ہیں۔ اور صحابۂ کرام میں سے اوّلین مقام سیدنا صدیق اکبر کا، اِن کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم کا، اور اِن کے بعد سیّدنا عثمانؓ کا، اور اِن کے بعد عشرہ مبشرہ اور پھر اصحابِ بدر اور پھر بیعتِ رضوان والوں کا۔

نامعلوم آپ کو یہ شک کیوں گزرا اور اِس ترتیب کا میرے پاس نبی اکرم ﷺ کے اِرشاد کے مطابق ثبوت بھی ہے۔ میں انسانوں کے مقرر کردہ اُصولوں کا قائل نہیں ہوں۔ میں سیدھا سادہ مسلمان ہوں یہی میرا عقیدہ ہے۔

آپ نے اچھے خاصے مناظرانہ اَنداز میں مجھے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ میں اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کو "حسن" بھی تسلیم کرنے کیلیے تیار نہیں۔ جیسا کہ پہلے خط میں بحوالجات لکھ چکا ہوں اور یہ آپ کی بھی تسلیم شدہ بات ہے کہ حدیث حسن کی دو قسمیں ہیں لِذَاتِہٖ وَاِنْ لَّمْ یُوْجَدْ فَھُوَ الْحَسَنُ لِذَاتِہٖ لِغَیْرِہٖ . اَلضَّعِیْفُ اِنْ تَعَدَّدَ طُرُقُہٗ وَانْجَبَرَ ضُعْفُہٗ سِیَّمَا حَسَنًا لِّغَیْرِہٖ . پھر خود ہی مولانا انصاف فرمایئے آپ کے پلّے کیا رہ جاتا ہے۔ بہتر تھا کہ آپ اِسے ضعیف تسلیم کر لیتے اور رِفض کی وکالت سے بچ جاتے۔

ہوسکتا ہے آپ مجھے اگلے خط میں مطمئن کر سکیں اور میں اپنے موقف سے رجوع کرلوں۔ مگر

ع کیا بنے بات جہاں بات بنائے (بن آئے) نہ بنے

حکیم فیض عالم صدیقی

محلّہ مستریاں جہلم

19-8-76

حضرت اقدسؒ کا جوابی خط

محترم وعلیکم السلام

آپ کا دُوسرا مکتوب موصول ہوا۔ وہ بھی پہلے ہی کی طرح اُسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ، رَحِمَہُ اللّٰہُ وغیرہ میں سے کونسا لفظ نص قطعی سے صحابہؓ کے لیے ثابت ہے اور کون سا غیر صحابہ کے لیے۔ مہربانی فرما کر بیان فرمائیں۔ رضی اللہ عنہ کے جملہ کو صحابہؓ کے ساتھ خاص کرنے کی تاریخ بھی بتائیں۔ زبانِ رسالت مآب ﷺ سے تو صحابۂ کرام کے لیے وَاغْفِرْ کا صیغہ بہت جگہ وارد ہوا ہے۔ ملائکہ کے بارے میں بھی آیا ہے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور صحابۂ کرام کے بارے میں آیا ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْا مِنْ بَعْدِھِمْ

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ... الآیہ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ بلکہ صَلِّ عَلَيْهِمْ بھی آیا ہے۔آپ نے کَرَّمَ اللّٰہُ کے جملہ کو جدت فرمایا ہے حالانکہ اِس کی اصل موجود ہے اور خصوصیتِ انتساب ردِّ خوارج کی وجہ سے ہے۔

دیکھئے : رسول اللہ ﷺ سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان صحابیہؓ نے عرض کیا تھا کہ جن کے یہاں اِن کا قیام تھا اور وفات ہوئی تھی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِیْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَايُدْرِيْكِ اِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهٗ...اَلْحَدِيْث . نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شَهَادَتِیْ عَلَيْكَ پر رد فرمایا ہے اور دُوسری چیز کی نفی و اثبات میں توقف کی تعلیم دی ہے۔البتہ رَجَآءً [1] جائز قرار دی۔

وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ قرآنِ پاک میں مستحسن انداز میں آیا ہے اور صحابہؓ براہِ راست مخاطب ہیں۔نمازِ جنازہ کی دُعاؤں میں وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ بھی وَارد ہوا ہے۔ ملائکہ کے لیے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ استعمال ہوا ہے اور قرآنِ پاک کے لیے بھی اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ فرمایا گیا ہے۔

(۲) آپ کے اِس خط سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ :

الف : ''آپ سیدھے سادے مسلمان ہیں''۔

ب : سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد عشرہ مبشرہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ یہ سیدھا سادہ مسلمان ہونا بڑے خطرناک راستہ پر گامزن ہونا ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جدھر بھی اپنی مرضی ہوئی یا مطالعہ کا زور ہوا اُدھر ہی اِنسان چل دیتا ہے۔ اِس لیے آپ خلیفۂ رابع سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ورضی عنہ کا درجہ نیچے گرانے کی حد تک گر گئے اور یہ خارجیت کی اِبتداء ہے ورنہ یہ عقیدہ کس کا ہے۔ابنِ تیمیہ، ابنِ قیم، حافظ ذہبی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم میں سے کس کا ہے؟

اگر آپ اپنا تعارف کرادیتے تو آپ کے خیالات کے ساتھ اِستعداد کا بھی اَندازہ ہوجاتا اور جواب زیادہ مناسب طرح لکھا جاسکتا۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ ممکن ہے کسی طبقۂ علماء کو یا کسی عالم کو اچھا جانتے ہیں تو اُس طبقہ یا اُس عالم کی بات سے تشفی ہوجاتی اور میں وہی لکھتا۔اَب میں کسی کا نام لینے کے

---

[1] اللہ تعالیٰ سے اچھی اُمید رکھنا

بجائے خود ہی اپنے دلائل اپنے نام سے دے رہا ہوں۔ اپنے اَکابر کا نام لے کر آپ سے اِن کی بھی تحقیر کیوں کراؤں۔ اور جس طرح آپ مجتہد ہیں میں بھی مجتہد بن کر جواب کیوں نہ لکھوں۔

میرے جواب میں نہ تعدی تھی نہ تحدی، نہ رنگِ مناظرہ بلکہ میرا مقصد مذاکرہ تھا جو مفید ہوتا ہے۔ آپ نے یہ بھی غلط ہی سمجھا اور مذاکرہ کے فوائد کو مناظرہ کا نام دے کر ختم کرنے پر مجبور کر دیا۔

(۳) آپ کی تحریر مکرر سے یہ اَنداز ہوتا ہے کہ آپ ابن ِتیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ِقیم رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات کو حرفِ آخر مانتے ہیں حالانکہ یہ دونوں حضرات وسیع العلم ہونے کے ساتھ ساتھ متشدد بھی تھے۔ اِسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ بھی قدرے متشدد تھے۔

آپ نے دوبارہ بھی وہی عبارت نقل کر دی جو پہلے لکھی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ عبارت دیکھی ہے اور ویسی کی ویسی ہی نقل فرمارہے ہیں۔ اجتہاد کا شوق اور سہولت پسندی غالب ہے۔ اُردو کی کتابوں سے اِستفادہ کرتے ہیں۔ اصل ماخذ کی طرف رُجوع نہیں کرتے یا اتنی اِستعداد نہیں۔ واللہ اعلم۔ جبکہ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ عبارت سیاق وسباق سمیت لکھیں تو اُس کے جواب میں کم از کم کتابوں کے حوالے کے لیے صفحہ کا نمبر تو تحریر فرمایا ہوتا۔ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور قرۃ العینین کا نام آپ نے نقل کر دیا ہے لیکن قرۃ العینین اور اِزالۃ الخفاء دونوں میں اُنہوں نے خود یہ حدیث فضائل سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ میں بیان فرمائی ہے۔ اور میزانُ الاعتدال میں اِس حدیث پر کہاں اعتراض ہے؟ وہاں اُنہوں نے حاکم کے بارے میں ابن ِطاہر کے قول کا ردّ اِن الفاظ سے کیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے الخ پھر آخر میں حاکم کی تعریف کی ہے کہ اِن کا فی نفسہٖ سچا ہونا اور علمِ حدیث کی معرفت تو یہ ایسا اَمر ہے کہ اِس پر سب کا اتفاق ہے۔'' جلد سوم میزان ص ۸۵۔ اور موضوعات کبریٰ اور تدریب الراوی میں آپ کیا دِکھانا چاہتے ہیں؟

(۴) اگر یہ حدیث صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتی تو کیا حدیثِ حسن قابلِ احتجاج نہیں ہوتی ؟ اور دُنیا میں وہ کون محدث ہے جس نے حدیثِ حسن کے بارے میں یہ کہا ہو کہ یہ قابلِ استدلال نہیں ہوا کرتی اِس لیے علماء کی مجلس میں بیان نہ کرنی چاہیے اور ائمہ ٔمتبوعین میں کون سا امام ایسا ہے جس نے حدیثِ حسن سے احتجاج نہ کیا ہو ؟

(۵) آپ نے مانا ہے کہ حاکم نیسابوری واقعی اِن معنوں میں شیعہ نہیں تھے جیسے آجکل ہیں۔ اِس

کے بعد ابنِ علقمی ،طوسی ، باقر مجلسی کا کیوں ذکر کیا؟ اِن سے تشبیہ دے کر پھر حاکم کو اِسی صف میں لا کھڑا کر دیا جس سے نکالا تھا۔ تاریخ پر جو آپ نے روشنی ڈالی ہے وہ میں بھی جانتا ہوں۔ شاید آپ مجھ سے متعارف نہیں۔ جتنا آپ اِن کے مخالف ہیں اُتنا ہی میں بھی ہوں۔

ابنِ طاہر کی بات دو رنگی ہے : (۱) تَفَقُّہ فی الحدیث (۲) رافضی خبیث۔ اِس لیے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے رافضی ہونے کی تردید کردی ہے۔ اِنہیں حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے اور تذکرۃ الحفاظ میں اِن کا ذکر فرمایا ہے۔ اُنہوں نے جلد سوم میں ص ۱۰۳۹ سے ۱۰۴۵ تک اِن کے حالات اور اِن کے بارے میں اَقوال وغیرہ دیے ہیں۔ پھر اپنی رائے میں اُنہوں نے کہا ہے اَمَّا اِنْحِرَافُہٗ عَنْ خُصُوْمِ عَلِیٍّ فَظَاھِرٌ وَاَمَّا اَمْرُ الشَّیْخَیْنِ فَمُعَظِّمٌ لَّھُمَا بِکُلِّ حَالٍ فَھُوَ شِیْعِیٌّ لَا رَافِضِیٌّ . لیکن یہ دونوں باتیں بھی دو وجہ سے صحیح نہیں ہیں۔ ذہبی کی پہلی بات اَمَّا اِنْحِرَافُہٗ کا جواب تو یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی جلیل القدر تصنیف معرفۃ علوم الحدیث میں ص ۱۳۷ پر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے سے جو گفتگو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کی ہے، دی ہے وہ دیکھ لیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ کی تعریف فرمائی اور معترض پر ایسی زور سے دوات پھینک کر ماری کہ اگر وہ لگ جاتی تو وہ زخمی ہوجاتا۔ اگر وہ ایسے ہوتے جیسے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے تو یہ واقعہ نہ نقل کرتے۔ اُن کی دُوسری بات جو اَمَّا اَمْرُ الشَّیْخَیْنِ سے شروع ہوئی یہ بھی دُرست نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت عثمان ؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے افضل سمجھتے ہیں۔ دیکھیں اِسی کتاب کے ص ۱۳۵ کا آخری حصہ۔ لہٰذا اُن کا یہ فرمانا فَھُوَ شِیْعِیٌّ بھی دُرست نہیں۔

(ب) وہ جگہ جگہ اسماءِ خلفاءِ کرام بالترتیب ہی لکھتے ہیں۔ مثلاً ص ۲۲ اور ص ۲۰۲ و ص ۲۰۳ وغیرہ دیکھیں۔

(ج) اُس کتاب کا مقدمہ بھی پڑھیں۔ و، ز، ح۔ یہ تو حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کو بتلانا ضروری معلوم ہوا اِس لیے لکھا گیا کیونکہ اگر آپ نے ہر محدث کو شک کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا تو علم حدیث کا تو صفایا ہوجائے گا۔ ایسا کون ہے جس پر کسی نے اِعتراض نہ کیا ہو۔ اگر بلا تحقیق شک کا دروازہ کھل جائے تو کسی اور پر کوئی اور کسی طرح اِعتراض کرے گا اور آپ تنگ آجائیں گے۔ اپنی ناپسند حدیث جن دلائل سے رد کریں گے اُن ہی دلائل سے آپ کی پسند کی حدیث پر بھی رد وَارد ہوگا۔ اِس سے نتیجۃً انکارِ حدیث اور

اعتزال کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

(۶) آپ نے لکھا ہے کہ عَلَیْہِ السَّلَامُ کی ٹُک ایجادِ شیعہ ہے۔تو کیا امام بیہقیؒ آپ کے نزدیک شیعہ ہیں؟ ذرا بیہقی کا مطالعہ کر کے دیکھیں۔

(۷) اَب اِس حدیث کی تحقیق اگر آپ اپنے ذہنی دائرہ سے آزاد ہوکر کرنی چاہیں تو اَللَّآلِیُ الْمَصْنُوْعَۃ فِی الْاَحَادِیْثِ الْمَوْضُوْعَۃ میں اِس کا مطالعہ کریں۔ص ۳۳۴ وغیرہ۔ یہ حدیث اُنہوں نے وہاں نقل کی ہے اور متعدد آراء اور طُرقِ حدیث بھی جمع کیے ہیں۔

فضائل سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ قرۃ العینین اور ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اور تہذیب التہذیب جلد ہفتم میں ص ۳۳۶ پر حافظ ابن حجرؒ نے یہ روایت نقل کی ہے۔اور اُسد الغابہ میں جزریؒ نے ص ۲۲ پر،اور حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ جلد ہفتم میں ص ۳۵۸ پر دی ہے،اور ترمذی شریف میں تو ہے ہی۔اگر یہ اُن کے نزدیک نا قابل نقل ہوتی تو یہ حضرات کیوں نقل کرتے۔

(۸) اِس حدیث کو باطل قرار دینا میرے نزدیک غلط ہے۔اور اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ کی آسان توجیہ یہ ہے کہ دُنیا میں کسی بھی شہر کا ایک دروازہ نہیں ہوتا۔(جس شہر کے گرد شہر پناہ ہوتی ہے اُسی کے دروازے ہوتے ہیں اور وہ کبھی ایک نہیں ہوتا) لاہور میں بھی تقریبًا دس دروازے ہیں۔تو حضرت علیؓ کو منجملہ دُوسرے دروازوں کے ایک دروازہ فرمادینے میں کیا اِستبعاد ہے۔شیعوں سے بلاوجہ مرعوب ہوکر ایک حدیث کو باطل کہنے سے کیا فائدہ؟ نیز بلاشبہ تصوف یعنی ''اِحسان'' کا سب سے بڑا دروازہ حضرت علیؓ ہیں کہ چاروں طریقے آپ ہی پر بلاانقطاع منتہی ہوتے ہیں۔اگر آپ تصوف کو نہ مانتے ہوں اور اِس کے بالکل قائل نہ ہوں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی علمیت اِتنی عظیم ماننی پڑے گی کہ وہ دروازہ ہوں۔(دیکھیں تدریب الراوی ص ۴۰۴ اور تہذیب التہذیب اعلام الموقعین وغیرہ) اور ہمارے نزدیک وہ خلیفۂ رابع بھی تھے۔

میں نے یہ عریضہ اِس لیے لکھا ہے کہ شاید آپ اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کریں۔اِس کے لیے میں نے کچھ صراحت اور کچھ اِشارات بھی پیش کیے ہیں اور حوالے بھی۔جو اگر آپ مطالعہ کریں تو کافی ہوسکتے ہیں۔ اور جلدی اِس لیے لکھا کہ رمضان میں میں مکاتبت نہیں کروں گا۔میرا مقصود مناظرہ نہیں ہے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ . وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ . (جاری ہے)

تو ہماری مرضی

﴿ جناب حاصل تمنائی صاحب ﴾

دوست دُشمن کو بنائیں تو ہماری مرضی ☆ اُس کو پہلو میں بٹھائیں تو ہماری مرضی
غیر کو پیش کریں پھول تو اپنی چاہت ☆ گولی اَپنوں پہ چلائیں تو ہماری مرضی
ہم کہ اس گھر کے بڑے ہیں، سو چراغاں کیلیے ☆ اپنے ہی گھر کو جلائیں تو ہماری مرضی
بیٹیوں ، ماؤں پہ ، بہنوں پہ ہمارے بھائی ☆ مارٹر گولے چلائیں تو ہماری مرضی
سر اُٹھا کر کوئی دریافت کرے کیوں ہم سے ☆ مسجدیں ہم جو گرائیں تو ہماری مرضی
کوئی ڈٹ جائے جو حق پر تو قصور اُس کا ہے ☆ ہم اگر خون بہائیں تو ہماری مرضی
تم اگر جان لُٹاؤ تو تمہاری خواہش ☆ ہم اگر جان بچائیں تو ہماری مرضی
تم مرو، شوق سے وعدوں پہ، وعیدوں پہ مگر ☆ ہم مزے نقد اُڑائیں تو ہماری مرضی
تم حسینوں کو نہ دیکھو تو تمہارا مسلک ☆ ہم مساج اُن سے کرائیں تو ہماری مرضی
جبر اور ظلم کی تصویر شمیم آنٹی کو ☆ حق اگر اُس کا دلائیں تو ہماری مرضی
کارنامہ ، بھلا محتاج تعارف کب ہے؟ ☆ میڈیا کو نہ دکھائیں تو ہماری مرضی
ہم کسی ووٹ کے ، مینڈیٹ کے محتاج نہیں
خود کو مسند پہ بٹھائیں تو ہماری مرضی

عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمة اللہ علیہ ﴾

تواضع کی ضرورت اور اُس کے حاصل کرنے کا طریقہ :

تم یہ سمجھو کہ حضرت مریم علیہا السلام تم سے تو بزرگی میں زیادہ ہی تھیں۔ اِتنے کمالات کے باوجود پھر بھی اُن کو یہ حکم ہے کہ اے مریم! تواضع اختیار کرو اپنے رب کے سامنے اور سجدہ کرو۔

مطلب یہ ہے کہ دِل کو بھی مشغول رکھو اور اعضاء کو بھی یعنی نماز پڑھو چونکہ نماز کے تمام اَرکان میں سے بڑا تصور سجدہ ہے اسی لیے اِس کی تخصیص فرمائی وَارْکَعِیْ مَعَ الرَّاکِعِیْنَ میں یا تو رُکوع مراد ہے اور یا لغوی معنٰی ہیں اور میں دُوسرے احتمال پر تفسیر کرتا ہوں۔ پس مطلب یہ ہوگا کہ جھکو یعنی عاجزی کرو۔ اِس کے بڑھانے سے اِشارہ اِس طرف ہے کہ سب کچھ کرو مگر اپنے کو پست کرو۔ خدا کے سامنے کمزور سمجھو اور مَعَ الرَّاکِعِیْنَ کے بڑھانے میں یہ نکتہ ہے کہ تواضع کے حاصل ہونے کا طریقہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ اِس کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اِس کا طریقہ یہ ہے کہ تواضع کرنے والوں کے ساتھ رہو یعنی نیک صحبت اختیار کرو۔ صحبتِ صالحہ اَخلاق کی دُرستی کا عمدہ ذریعہ ہے۔ بغیر صحبت کے اَخلاق کی دُرستگی نہیں ہوتی۔

اور چونکہ عورتوں کو ایسا موقع بہت کم ملتا ہے اِسی واسطے اِن کے اَخلاق عموماً دُرست نہیں ہوتے۔ پس اِن کو نیک صحبت کی بہت ضرورت ہے۔ مردوں کے لیے تو اِس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کی خدمت میں جا کر رہیں، سو یہ عورتوں سے نہیں ہوسکتا ہے اور مناسب بھی نہیں۔ اِس لیے کہ اوّل تو اِن کے گھر کے مشاغل اِس قدر ہیں کہ اِتنی فرصت اِن کو نہیں مل سکتی۔ دُوسرے اِن کی وضع کے بھی خلاف ہے البتہ عورتوں میں اگر کوئی عورت بزرگ اور خدا رَسیدہ ہو تو اُن کی خدمت میں رہیں۔ لیکن عورتوں میں ایسی بہت کم ہیں۔

تاہم اگر ایسا موقع میسر ہو تو اُن کے پاس بیٹھو۔ لیکن یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اِن کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کے تذکرے اور اُن کی حکایتیں دیکھا کریں۔ بطورِ نمونہ کے چند حکایتیں اہل تواضع کی بیان کی جاتی ہیں۔ (الخضوع حقیقت عبادت ص ۳۲۰)

تواضع سے متعلق چند بزرگوں کی حکایتیں :

☆ حضرت اسماعیل شہیدؒ بہت تیز مزاج مشہور تھے۔ایک شخص آزمانے کے لیے آیا۔اُس وقت مولانا عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔اُس نے پکار کر کہا کہ مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ حلال کی پیدائش نہیں ہیں (یعنی حرامی ہیں)۔حضرت مولاناؒ کے اندر ذرا بھی تغیر نہ آیا (غصہ نہ ہوئے) اور ہنس کر فرمایا کہ آپ سے کسی نے غلط روایت کیا ہے، میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ اَب تک موجود ہیں۔

☆ حضرت مولانا احمد علی محدث دہلوی سہارنپوریؒ بیٹھے ہوئے حدیث کا درس دے رہے تھے، ایک شخص نے سامنے آکر برا بھلا کہنا اور گالیاں دینا شروع کیا۔شاگرد بگڑے اور چاہا کہ اُس کی خبرلیں۔مولاناؒ نے سب کو منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ جو کچھ کہتا ہے سب تو غلط نہیں ہے کچھ تو سچ بھی ہے۔(الخضوع ص ۳۲۱)

☆ حضرت گنگوہیؒ ایک دفعہ حدیث کا سبق صحن میں پڑھا رہے تھے کہ اِتنے میں بارش ہونے لگی۔ سب طلباء کتابیں لے کر مکان کے اندر بھاگے۔مولاناؒ نے کیا کیا کہ سب لڑکوں کی جوتیاں جمع کر رہے تھے کہ اُٹھا کر چلیں، لوگوں نے دیکھا کہ یہ حالت ہے تو مارے شرم کے کٹ گئے۔سبحان اللہ! نفس کا تو اِن لوگوں میں شائبہ بھی نہ تھا۔(حسن العزیز ص۴/ ۲۳۷)

☆ ایک شخص ایک بزرگ کے سامنے سے اَکڑتا مکڑتا ہوا گزرا۔اُن بزرگ نے فرمایا کہ اِترا کر مت چل اللہ تعالیٰ ایسی چال کو پسند نہیں کرتا۔وہ شخص بہت بگڑا اور کہا کہ جانتے نہیں میں کون ہوں؟ اُن بزرگ نے فرمایا کہ جانتا ہوں کہ تیری اِبتداء تو یہ ہے کہ تو ایک گندہ پانی ہے (یعنی تو ناپاک قطرہ تھا جس سے پیدا ہوا ہے) اور اِنتہاء تیری یہ ہے کہ تو مردہ ریزہ ریزہ ہے۔اور درمیانی حالت یہ ہے کہ تو پاخانہ کا بوجھ اپنے پیٹ میں اُٹھا رہا ہے۔

واقعی ہم لوگوں کی حقیقت یہی ہے۔اَب ہم مجلس میں یہاں بڑے معزز بنے بیٹھے ہیں۔ابھی اگر پیٹ پھٹ جائے یا پیٹ میں ایک سوراخ کھل جائے تو بدبو کی وجہ سے یہاں لوگوں کا بیٹھنا دُشوار ہوجائے گا۔ معتقدین کا سارا اِعتقاد رُخصت ہوجائے گا۔ہم کو اِس کا خیال نہیں ورنہ حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو ہم میں سے ہر ایک کی حالت یہ ہے کہ ایک ایک کے پیٹ میں کم اَز کم دو تین سیر نجاست موجود ہے۔اِتنا بڑا عیب تو لیے پھرتے ہیں پھر بھی اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں۔کتنی بڑی حماقت اور جہالت ہے۔یوں نہ سمجھو کہ ہم بڑے ہیں بلکہ یوں سمجھو کہ ہم سڑے ہیں۔ایسی ایسی حکایتیں دیکھا کرو، پھر انشاء اللہ فخر کا دعویٰ نہ رہے گا۔(باقی صفحہ ۶۲)

قسط : ۱۹

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۶۱) قَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضُ فِی الشِّفَاءِ فِیْ اِجَابَۃِ دَعَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لِفَاطِمَۃَ ابْنَتِہٖ اَنْ لَّایُجِیْعَھَا قَالَتْ فَمَاجُعْتُ بَعْدُ وَکَذَا فِی الْخَصَائِصِ الْکُبْرٰی .

''قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دُعاء فرمائی کہ اِن کو بھوک نہ لگے۔ وہ فرماتی ہیں کہ اِس دُعاء کے بعد مجھے بھوک نہیں لگی۔''

اور بیہقی نے عمران بن حصینؓ سے روایت کیا ہے کہ عمرانؓ نے کہا کہ میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر تھا، حضرت بی بی فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھا کہ بسبب بھوک کے چہرہ اُن کا زَرد ہورہا تھا۔ آپ نے اُن کے سینے پر ہاتھ رکھا کہ اے اللہ! پیٹ بھرنے والے بھوکوں کے اور اُونچے کرنے والے نیچوں کے، فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کو بلندی دے یعنی تکلیف اُن کی دُور کر۔ عمرانؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ چہرۂ مبارک حضرت بی بی فاطمہؓ کا سرخ اور روشن ہوگیا اور زردی اُن کے چہرے کی جاتی رہی۔ پھر ایک بار میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اُس دن سے مجھے پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔

ف : بیہقی نے بعدِ روایت اِس حدیث کے کہا ہے کہ یہ قصہ ماقبل نزول آیت حجاب کا ہے، کذا قال المفتی عنایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے یہ دُعاء فرمائی کہ جب کھانا میسر نہ ہوتو بھوک کی کُلفت نہ ہو، نہ یہ کہ ہمیشہ بھوک کی خواہش نہ ہو، کیونکہ اِس دُعاء کی کوئی وجہ معتد بہٖ

نہیں معلوم ہوتی ، واللہ اعلم ۔ چونکہ حضراتِ اہل بیت پر فاقہ کی سخت حالتیں گزرتی تھیں اور جناب سیدة النساءؓ بوجہِ لطافت ونزاکتِ طبیعہ کے اِن مشقتوں کی دُشواری سے متحمل نہ ہوسکتی تھیں اور سخت تکلیف ہوتی تھی ، اِس وجہ سے حضور ﷺ نے یہ دُعاء فرمائی ، جو مقبول ہوئی ۔

اور معلوم کرنا چاہیے کہ بندہ کی بندگی کا یہ اِقتضا ہے کہ ہر حال میں راضی رہے اور کسی وقت میں فلاحیت اور سہولت کی دُعاء سے غافل نہ ہو کہ اکثر سخت تنگی اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی اِطاعت اور عبادت میں فرق آتا ہے اور پریشانی کی وجہ سے قلب ٹھکانے نہیں رہتا ۔ اور اصل مقصود عبادت اور محبت اور اِطاعتِ اِلٰہی ہے اور محبت و راحت سے جو عبادت ہوتی ہے اُس میں توجہ کامل ہوتی ہے اور وہ عبادت افضل ہے اُس عبادت سے بحیثیت عبادت ہونے کے جو تنگی اور پریشانی میں ہوتی ہے ۔

چنانچہ امام غزالی رحمة اللہ الباری نے جواہر القرآن اور اِحیاء العلوم میں تصریح فرمائی ہے اور اگر سختی و تنگی کا سامنا ہو تو بھی شکر کرے اِس لیے کہ مصائب اور شدائد بھی نعمتیں ہیں ۔ بڑا ثواب ملتا ہے اور نفس کی اُن سے بڑی اِصلاح ہوتی ہے ۔ خدا تعالیٰ حکیم ہیں جو حالت جس شخص کے لیے جس وقت میں بہتر ہوتی ہے وہ اُس کو مرحمت فرماتے ہیں مگر (بلا عذرِ قوی) اپنی طرف سے عافیت کا خواہان اور دُعاء کرنے والا رہے ۔ مستند حدیث میں ہے کہ جنت میں اوّل وہ لوگ داخل ہوں گے جو خدا کا بہت شکر کرتے ہیں مصیبت و راحت میں ۔

مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں شکر اور رضا بقضا ضرور ہے اور رضا کا اعلیٰ رُتبہ ہے کہ طبعی کراہت بھی جاتی رہے اور زبان سے بھی کوئی لفظ خلافِ مرضیٔ خالق کے نہ نکلے ۔ اور طبعی کراہت گو اِختیار سے باہر ہے لیکن بعد عادتِ تحمل و برداشت یہ مَلکہ اور قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ اِنسان طبعی کراہت سے بھی باز رہے اور یہ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے ۔

اور روضة الاحباب میں ہے کہ شیخ نجم الدین عمر نسفی اپنی تفسیر سورۂ فاتحہ میں روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسولِ مقبول ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے ۔ دیکھا کہ آپؓ ملول اور غمگین بیٹھی ہیں اور رو رہی ہیں ۔ پس حضور ﷺ نے دریافت کیا حضرت سیّدہؓ سے کہ کس وجہ سے ملول اور غمگین ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بطورِ حکایت اور اِظہارِ اَمرِ واقعی بجوابِ آنحضرت ﷺ عرض کرتی ہوں نہ بطریق شکایت مصیبتِ حق تعالیٰ (کس قدر اَدب ملحوظ رکھا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید وعظمت جاگزین ہے

اُس کی یہی حالت ہوگی کہ یہاں پر شکایت کا وہم بھی جاتا رہا) میں اِس وجہ سے روتی ہوں کہ تین دن سے ہمارے گھر میں کھانا نہیں ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو (بوجۂ بچپن) صبر اور قرار نہ رہا۔ شدتِ بھوک سے روتے تھے، اُن کے رونے سے مجھے بھی رونا آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی روتے تھے (بچوں کی تنگی اور مشقت دیکھ کر۔ یہ ہے طریقہ محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ فقط جھوٹی محبت اور اہل اللہ کی عداوت سے کہیں کام چل سکتا ہے سوائے رُسوائی دَارین اُس کا اور کیا انجام ہے؟) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم اِس اَمر کو اور اپنی تنگی کو پوشیدہ رکھتے رہے (کہ اِس درمیان میں بغیر اِستفسارِ آنجناب ہم میں سے کسی نے کچھ عرض نہ کیا) مگر آج کے دن حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے ایسی بات (بے قراری کی) میں نے سُنی کہ مجھے قرار نہ رہا اور وہ بات یہ تھی کہ وہ کہنے لگے کہ کیا کوئی بچہ اِس قدر بھوکا ہوتا ہے جس قدر کہ ہم ہیں؟

فقر و شدتِ ضیق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا :

(یعنی سخت بھوک اور سخت تنگی ہے حتّٰی کہ تعجب سے پوچھنے لگے) یہ سُن کر جہاں مجھ پر تاریک ہوگیا (یعنی سخت رنج ہوا) اے باپ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر بندہ اللہ پاک سے مناجات (خفیہ دُعاء) میں بے تکلفی سے گفتگو کرے تو کیا وہ بُرائی اور گستاخی تو نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گستاخی نہیں (اپنے مولیٰ حقیقی اور کرم فرمائے اصلی سے اِلتجاء کرنا اپنی محتاجی اور بے کسی کا اِظہار ہے اور اللہ پاک کی عظمت کا اِقرار ہے، اور یہ سب باتیں عبادت اور اللہ کی خوشنودی کا باعث ہیں)۔ اے بیٹی! اللہ تعالیٰ بندوں کی بے تکلفی پسند فرماتا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے گئیں (غسل کے لیے اور دُعاء کے لیے) اور غسل فرمایا اور گھر کے ایک کونہ میں نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور نماز سے فارغ ہو کر مناجات کی اور ہاتھ اُٹھائے اور زاری کی اور عرض کیا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ عورتوں کو پیغمبروں کے (برابر صبر کی) طاقت نہیں ہے اگر تجھے میرے باپ کے ساتھ کوئی بھید اور راز ہے تو مجھے اُس راز کے تحمل کی طاقت نہیں ہے یا مجھے طاقت دے یا اِس مصیبت سے راحت بخش، یہ فرمایا اور بیہوش ہوگئیں (اِس جملہ شرطیہ سے شک مراد نہیں بلکہ تاکید مراد ہے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے اور حکمتِ خفیہ جس کی وجہ سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقتیں پیش آتی تھیں اُس رازِ خداوندی اور حکمتِ الٰہیہ کی وجہ سے اُن کا آپ کو تحمل ہوتا تھا اُس کا وجود تو یقینی ہے۔ منجملہ اُن حکمتوں کے ایک یہ ہے کہ آپ کے مراتب اور درجات کی ترقی ہو اور دُوسرے یہ کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور اِستغنائی کا اَندازہ ہو۔ تیسرے یہ

کہ اور لوگوں پر مصائب آسان ہوں کہ جب باعثِ وجودِ خلق اور مقبولِ ربِّ اکبر پیغمبر معصوم کا یہ حال ہے تو ہم ناچیز گنہگاروں، نالائقوں کی کیا ہستی ہے وغیرہ۔ اور اَولیاء کو مثل انبیاءؑ کے کمالات حاصل نہیں ہوتے۔ نبوت کی اِبتداء ولایت کی اِنتہا سے بڑھ کر ہے، خوب سمجھ لو۔ اِس کے بعد) جبرئیلؑ آئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ اُٹھیے، فرمایا کیا ہوا ہے؟ عرض کیا فاطمہؓ نے فرشتوں کو خروش (وجوش غم) میں ڈال دیا اُن کو تسلی و تسکین دیجیے۔ سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے اور صاحبزادی کو بیہوش دیکھا، اُن کے سر کو زمین سے اُٹھایا اور گود میں لیا۔

حضرت فاطمہؓ ہوش میں آکر اُٹھیں اور مثل نادم شخص کے سر مبارک سامنے کیا (باوجود اِس بات کے کہ کوئی اَمر خلافِ شرع نہ تھا بلکہ دُعاء عبادت تھی مگر اِس خیال سے کہ شاید کوئی بات بے صبری کی نہ ہوگئی ہو بوجہ شدت رنج وتنگی کے ندامت طاری ہوئی۔ سبحان اللہ! سب کچھ اطاعت کریں اور اپنے کو ناقابل اور نالائق سمجھیں۔ اللہ والوں کا یہی کام ہے اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا حق کوئی نبی اور کوئی ولی ادا نہیں کرسکتا، اُس کی بے شمار نعمتوں کا شکر کس سے ادا ہوسکتا ہے مگر بندہ کو حتی المقدور کسی وقت اطاعت وشکر سے غفلت روا نہیں، جب باوجود ہر وقت اطاعت کے باری عز شانہٗ کا حق نہیں ادا ہوسکتا تو غفلت میں کس قدر ناشکری اور بے پروائی ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! آیت (نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ترجمہ : ہم نے تقسیم کی ہے اُن کے درمیان اُن کی روزی دُنیا کی زندگی میں اور ہم نے بلند مرتبہ بنایا اُن میں ایک کو ایک پر تاکہ بنالے ایک دُوسرے کو محکوم اور تیرے پروردگار کی رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہیں انتہٰی یعنی جنت بہتر ہے مسلمانوں کے لیے اِس ناپائیدار دُنیا سے) پڑھتی رہ اور اللہ تعالیٰ کو تقسیم کرنے والا (رزق و دیگر نعمتوں کا) جانتی رہ تاکہ تجھ پر مشقتیں آسان ہوویں (کیونکہ جب انسان سمجھے گا کہ سب کچھ اللہ کے حکم و اِرادہ سے ہوتا ہے تو دل کو تسکین ہوگی اور رنج میں بہت کمی ہوگئی کہ خالق کے کاروبار میں ہمیں رنج کا کیا موقع ہے۔ نیز ہمارا کیا بس وقابو ہے پس رنج بیکار ہے۔

بیان تسکین رسول اللہ ﷺ از تسلی خدیجہؓ :

حضرت فاطمہؓ پہلے سے اِن اُمور سے واقف تھیں اور ادنیٰ مسلمان ایسے احکام سے واقف ہے مگر شدتِ مصائب اور سخت مصیبت سے قلب پر رنج غالب ہوتا ہے جس سے ایسے اُمور کی حضوری جاتی رہتی ہے

اور دُوسرے کی نصیحت سے بیداری ہو جاتی ہے بلکہ کبھی یہاں تک نوبت پیش آتی ہے کہ افضل شخص ایسے حال میں فاضل کی نصیحت سے منتفع ہوتا ہے یعنی ایسے وقت اعلیٰ درجہ کے مسلمان کو ادنیٰ درجہ کے مسلمان کی نصیحت باعث صبر وسبب ہوش مندی و بیداری ہو جاتی ہے اور یہ امر تجربے سے ثابت ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہؓ کی تسلی دینے سے حضرت رسولِ مقبول ﷺ کو تسکین حاصل ہوئی تھی ابتدائے وحی کے زمانہ میں حالانکہ آپ نبی اور افضل الانبیاءؑ تھے اور حضرت خدیجہ ؓ فقط ولی تھیں۔ یہ مفصل قصہ کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ یہاں پر فقط تسلّی کا حال بتلانا مقصود ہے اور حضرت خدیجہؓ کی یہ توجیہ بغیر کسی کی تعلیم کے میرے قلب پر غیب سے القا ہوئی اور اِس کو حضرت مرشدی کی خدمت میں پیش کیا حضرت والا نے پسند فرمایا یہ نکتہ اہل علم کے لیے بڑا مفید اور عوام کے لیے مفید ہے پس یاد رکھنا چاہیے) اور اُس وقت حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے دستِ مبارک حضرت سیدۃ النساءؓ کے سینۂ مبارک پر رکھا اور کہا اے خدا اِس کو بھوک سے بے خوف کر دے۔

حضرت فاطمہ ؓ فرماتی ہیں جب سے میں نے بھوک کی کلفت کبھی اپنے دل میں نہ پائی (اِس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی دُعاء نیز حضرت سیّدہؓ کی اِلتجا مقبول ہوئی اور تنگی پھر پیش آئی مگر اُس کا اثر نہ معلوم ہوا کیونکہ دل کے لفظ سے ظاہر ہے کہ تنگی پیش آئی مگر باطن میں اثر نہ معلوم ہوا اور اگر تنگی ہی پیش نہ آتی تو یہ فرماتیں کہ پھر کھانے کی وسعت ہوگئی۔ عبرت کی جگہ ہے کہ باوجود ایسی سخت کلفتوں کے اللہ تعالیٰ کا اَدب ملحوظ رکھا اور شکر گزاری کی اور عاجزانہ درخواست کی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اِس کے بعد بچوں کو تنگی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ اُن کی مشقت و تنگی کا اثر اپنی ذات سے زیادہ والدین پر پڑتا ہے۔ پس جس اللہ نے اَدنیٰ تکلیف کو محو کر دیا اُس نے اعلیٰ کو ضرور ہٹا دیا ہوگا۔ شعر جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

دیگر نہ لائق بود عیش با دلبرے — کہ ہر بامدادش بود شوہرے
دیگر زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو — دل شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو
دیگر آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند — فرزند و عیال خان و مان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند
دیگر چند خوانے حکمتِ یونانیاں — حکمتِ ایمان یان را ہم بخوان
آزمودم عقل دُور اندیش را — بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

وَلِلّٰهِ دَرُّ مَنْ قَالَ :

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ ذَكَرْنَا لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ
فَلَا التَّانِيْثُ لِاسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ وَلَا التَّذْكِيْرُ فَخْرٌ لِّلْهِلَالِ
حَبِيْبٌ لَيْسَ يُعْدَلُ لَهٗ حَبِيْبٌ وَمَا لِسِوَاهُ فِيْ قَلْبِيْ نَصِيْبٌ
حَبِيْبٌ غَابَ عَنْ بَصَرِيْ وَ شَخْصِيْ وَلٰكِنْ عَنْ فَوَادِيْ مَا يَغِيْبُ
اِذَا اَبْقَتِ الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ دِيْنَهٗ فَمَا فَاتَهٗ لَيْسَ بِضَائِرٍ
وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ بِاَنَّ اِلٰـهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهٗ
فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهٗ بِعِبَادِهٖ وَيَجْزِيْهِ بِالْخَيْرِ الَّذِيْ هُوَ فَاعِلُهٗ

اِنسان کو احوالِ محشر، عذابِ قبر، عبور پل صراط، سوالِ نکیرین، عذاب جانکندن وغیرہ وغیرہ مہلکات کو خیال کر کے دُنیا کو دل پر سرد کر دینا چاہیے۔ یہ جگہ جانچ کی ہے، اللہ نے محض عبادت کے لیے جن و انسان کو پیدا کیا ہے۔ بقدرِ ضرورتِ معاش کا بندوبست کر کے شب و روز زُہد، تقوی، اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کا کلام :

مشکٰوۃ الانوار میں منقول ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بنت نبی ﷺ کا جب وصال ہوا (یعنی آپ فوت ہوگئیں) تو اُن کے جنازے کو چار شخصوں نے اُٹھایا حضرت علی اور حضرت حسنین اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم۔ پھر جبکہ اِن حضرات نے جنازہ قبر کے کنارے رکھا، کھڑے ہوئے ابوذر رضی اللہ عنہ اور فرمایا اے قبر! تو جانتی ہے اُس ذاتِ مقدسہ کو کہ جس کو ہم تیرے پاس لائے ہیں وہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں جو بیٹی ہیں رسول اللہ ﷺ کی اور بیوی ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اور ماں ہیں حسنین رضی اللہ عنہما کی۔

پس اُنہوں نے قبر سے آواز سنی کہ کہتی ہے کہ میں جگہ حسب و نسب کی نہیں ہوں اور سوائے اِس کے اور کچھ نہیں ہے کہ میں نیک عمل کی جگہ ہوں۔ پس نہیں نجات پاتا ہے مجھ سے مگر وہ شخص جس نے کثرت سے نیکی کی ہو اور اُس کا قلب دُرست رہا ہو اور پاک رہا ہو بُرے عقیدوں سے اور اُس کے اعمال اللہ ہی کے لیے ہوئے ہوں۔ یہ روایت مجھ کو محقق نہیں صاحبِ دُرۃ الناصحین نے اِس کو نقل کیا ہے۔ (باقی صفحہ ۶۳)

وفیات

۱۰؍ جولائی کو اِسلام آباد کے جامعہ حفصہ ؓ اور لال مسجد میں شہید ہونے والے عبد الرشید غازیؒ اور طلباء وطالبات کی شہادت کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔ جامعہ وخانقاہ میں اُن کے لیے دُعائے مغفرت کی گئی نیز زخمی ہونے والوں کے لیے دُعائے صحت کی گئی ۔ اللہ تعالیٰ اِن مظلومین کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کی کفالت اور وَکالت فرمائے ۔

۴؍ جولائی کو جامعہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی کے بانی وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحبؒ طویل علالت کے بعد ۹۰ برس کی عمر میں وفات پاگئے ۔ مرحوم دارُ العلوم دیوبند کے فاضل تھے ۔ اپنے علاقے میں مولانا کا بہت بڑا علمی مقام تھا ۔ تمام عمر علمی و دینی خدمات میں صرف کردی ۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مولانا کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو بھی پُر فرمائے ۔

گزشتہ ماہ کے اَوائل میں جمعیت علماء اسلام کے سابق رہنما بلوچستان کے خان زمان خان اچکزئی طویل علالت کے بعد اِنتقال کر گئے ۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور وَضع دار اِنسان تھے ۔

۲۶؍ جولائی کو جامعہ مدنیہ قدیم کے مدرس مولانا قاری عثمان صاحب اور مولانا زکریا صاحب کے بڑے بھائی محمد عمران صاحب کچھ عرصہ علیل رہ کر وفات پاگئے ۔ نیز اِسی تاریخ کو چوہدری اِفتخار صاحب و چوہدری ذوالفقار صاحب کی والدہ صاحبہ بھی کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پاگئیں ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی ، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، آمین ۔

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

صبح وشام اِس دُعاء کا تین بار پڑھنا ہر مرض سے بچاتا ہے :

عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيَضُرُّهٗ شَيْءٌ ، وَكَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرْفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانٌ مَاتَنْظُرُ اَمَا اَنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّيْ لَمْ اَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَدْرَهٗ.

(ترمذی ج ۲ ص ۱۷۶ باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی ،
ابوداوٗد، ابنِ ماجہ بحوالہ مشکوۃ ص ۲۰۹)

حضرت اَبان بن عثمان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان کو سنا، آپ فرمارہے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا : جو شخص روزانہ صبح وشام تین مرتبہ یہ دُعاء پڑھ لے بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تو اُسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی (اتفاق کی بات ہے کہ اِس حدیث کے بیان کرتے وقت) حضرت اَبان فالج کی ایک قسم میں مبتلا تھے۔ چنانچہ اُس شخص نے جو یہ حدیث سن رہا تھا حضرت اَبان کی طرف تعجب سے دیکھنا شروع کر دیا (کہ یہ کہہ تو یہ رہے ہیں کہ جو شخص اِس دُعا کو پڑھ لے تو اُسے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا حالانکہ یہ خود فالج میں مبتلا ہیں) حضرت ابان نے اُس سے کہا تم میری طرف بنظرِ تعجب کیا دیکھ رہے ہو، اچھی طرح جان لو کہ یہ حدیث اِسی طرح ہے جس طرح

میں نے بیان کی ہے۔ اَلبتہ جس دن میں اِس مرض میں مبتلا ہوا اُس دن میں یہ دُعا نہیں پڑھ سکا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں جولکھ دیا تھا وہ پورا ہو۔

ف : آج کل کے دَور میں جبکہ نت نئے اَمراض اور طرح طرح کی تکلیفیں پھیل رہی ہیں اُن سے حفاظت کے لیے صبح وشام تین بار یہ دُعاء لازمی پڑھ لینی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رکھیں۔

مذکورہ دُعا صبح وشام تین بار پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن راضی فرمائیں گے :

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰى وَاِذَا اَصْبَحَ ثَلَاثًا رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .

(ترمذی، مسند احمد بحواله مشكوة ص ۲۱۰)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : جو شخص صبح و شام تین بار یہ دُعاء پڑھ لے رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا تو اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہوگا کہ وہ اُس شخص کو قیامت کے دن راضی فرمائے۔

سوتے وقت تین بار اِستغفار پڑھنے کی فضیلت :

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ اِلٰى فِرَاشِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا .

(ترمذی ج۲ ص ۱۷۷ باب ما جاء فی الدعاء اذا اوٰی الٰی فراشہٖ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا : جو شخص (سوتے وقت) بستر پر آکر تین بار یہ کلمات پڑھ لے '' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ '' تو

اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخش دیتے ہیں اگر چہ وہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں یا عالِجْ کے ریت (کے ذرّوں) کے برابر ہی کیوں نہ ہوں یا دُنیا کے دِنوں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

ف : عَالَجُ جو لام کی زیر کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے اور زبر کے ساتھ بھی۔ یہ مغربی علاقہ میں ایک جنگل کا نام تھا جہاں ریت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ حدیثِ پاک میں اِن تمام چیزوں کو بطورِ مثال بیان کرنے کی غرض (واللہ اعلم) یہ بتانا ہے کہ اگر چہ گناہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں وہ اِس دُعاء کی برکت سے بخش دیئے جائیں گے۔

حضور ﷺ جب اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرتے تو تین بار کرتے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّی عِنْدَ الْکَعْبَۃِ وَجَمْعُ قُرَیْشٍ فِیْ مَجَالِسِھِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلٰی جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَیَعْمِدُ اِلٰی فَرْثِھَا وَدَمِھَا وَسَلَاھَا ثُمَّ یُمْھِلُہٗ حَتّٰی اِذَا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاھُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَثَبَتَ النَّبِیُّ سَاجِدًا فَضَحِکُوْا حَتّٰی مَالَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّنَ الضِّحْکِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰی وَثَبَتَ النَّبِیُّ سَاجِدًا حَتّٰی اَلْقَتْہُ عَنْہُ وَاَقْبَلَتْ عَلَیْھِمْ تَسُبُّھُمْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الصَّلٰوۃَ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ثَلٰثًا وَکَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلٰثًا وَاِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلٰثًا اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِعَمْرِو بْنِ ھِشَامٍ وَعُتْبَۃَ بْنَ رَبِیْعَۃَ وَشَیْبَۃَ بْنَ رَبِیْعَۃَ وَالْوَلِیْدَ بْنَ عُتْبَۃَ وَاُمَیَّۃَ بْنَ خَلْفٍ وَعُقْبَۃَ بْنَ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَعُمَارَۃَ بْنَ الْوَلِیْدِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ رَأَیْتُھُمْ صَرْعٰی یَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِیْبِ لَعْنَۃً. (بخاری ، مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۵۲۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن جبکہ رسولِ اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور وہاں (کعبہ کے پاس) قریش (کے عمائدین)

کا ایک گروہ مجلس جمائے بیٹھا تھا کہ اَچانک اُن میں سے ایک شخص نے کہا : کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو اُٹھ کر (فلاں محلے اور قبیلے میں) جائے جہاں فلاں خاندان میں ایک اُونٹ ذبح کیا گیا ہے، اُس (اُونٹ) کی اوجڑی، اُس کا خون اور اُس کی بچہ دانی اُٹھا لائے اور اِن سب کو رکھ لے، پھر جب محمد (ﷺ) مسجد میں جائیں تو وہ اِن کو اُن کے مونڈھوں کے درمیان (کمر پہ) رکھ دے۔ (یہ سُن کر) ایک اِنتہائی بد بخت شخص اُٹھا اور اِن چیزوں کو لانے کے لیے چلا گیا اور یہ سب چیزیں لا کر جب آنحضرت ﷺ سجدہ میں گئے تو آپ کے مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ اِن چیزوں کے بوجھ کی وجہ سے اُٹھ نہ سکے اور سجدہ میں پڑے رہ گئے۔ وہ بد بخت یہ دیکھ کر ہنسنے اور ٹھٹھا مارنے لگے اور اِس قدر بدحال ہوئے کہ ہنستے ہنستے ایک دُوسرے پر گر گیا۔ ایک شخص نے یہ سارا ماجرا حضرت فاطمہؓ سے جا کہا۔ حضرت فاطمہؓ دوڑتی ہوئی آئیں، دیکھا کہ آپ ﷺ (اِن غلاظتوں میں دَبے ہوئے) سجدہ میں پڑے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے اِن تمام چیزوں کو آپ کی پُشت پر سے اُٹھا کر پھینکا اور اِن بدبختوں کی طرف متوجہ ہو کر اِن کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ جب رسولِ اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دُعاء کی : اے اللہ تو قریش کی گرفت فرما، آپ نے یہ دُعاء تین بار فرمائی اور آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ جب دُعاء کرتے اور اللہ کو پکارتے تو تین بار دُعاء کرتے۔ اِسی طرح جب آپ اللہ تعالیٰ سے اِلتجا کرتے تو تین بار اِلتجا کرتے۔ پھر آپ نے دُعاء کی: الٰہی عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، اُمیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید کی گرفت فرما۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (جو اِس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے غزوۂ بدر کے موقع پر اِن کافروں کو زمین پر پچھڑے ہوئے دیکھا (یعنی اُس دن یہ سب کے سب ہلاک و برباد ہوگئے) پھر اُن کو میدان سے کھینچ کر ایک کنویں میں جو مقامِ بدر کا کنواں تھا، ڈال دیا گیا۔ اِس موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اِن کنویں والوں پر لعنت مسلط کر دی گئی ہے۔

چوہدری محمد رفیق صاحب قسط : ۲، آخری

اِسلام اور غامدیت ...... ایک تقابل

غامدی صاحب کے عقائد و نظریات	متفقہ اِسلامی عقائد و اَعمال
(۲۱) بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔	(۲۱) بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
(۲۲) اِسلام میں موت کی سزا صرف دو جرائم (قتلِ نفس، فساد فی الارض) پر دی جاسکتی ہے۔	(۲۲) اِسلامی شریعت میں موت کی سزا بہت سے جرائم پر دی جاسکتی ہے۔
(۲۳) دیت کا قانون وقتی اور عارضی تھا۔	(۲۳) دیت کا حکم اور قانون ہمیشہ کے لیے ہے۔
(۲۴) قتلِ خطا میں دیت کی مقدار تبدیل ہوسکتی ہے۔	(۲۴) قتلِ خطا میں دیت کی مقدار میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

(۲۱) ''بنی ہاشم کے فقراء و مساکین کی ضرورتیں بھی زکوٰۃ کے اَموال سے اَب بغیر کسی تردد کے پوری کی جاسکتی ہیں۔'' (قانونِ عبادات، ص ۱۱۹ طبع اپریل ۲۰۰۵ء)

(۲۲) (الف) ''اِن دو جرائم (قتلِ نفس اور فساد فی الارض) کے سوا، فرد ہو یا حکومت، یہ حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی جان کے درپے ہو اور اُسے قتل کر ڈالے۔'' (برہان ص ۱۴۳ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(ب) ''اللہ تعالیٰ نے پوری صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ اِن دو جرائم (قتلِ نفس اور فساد فی الارض) کو چھوڑ کر، فرد ہو یا حکومت، یہ حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی جان کے درپے ہو اور اُسے قتل کر ڈالے۔''(میزان ص ۲۸۳ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۳) چنانچہ اِس (قرآن) نے اِس (دیت کے) معاملے میں ''معروف'' کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ قرآن کے اِس حکم کے مطابق ہر معاشرہ اپنے ہی معروف کا پابند ہے۔ ہمارے معاشرے میں دیت کا کوئی قانون چونکہ پہلے سے موجود نہیں ہے اِس وجہ سے ہمارے اَربابِ حل وعقد کو اِختیار ہے کہ چاہیں تو عرب کے اِس دستور کو برقرار رکھیں اور چاہیں تو اِس کی کوئی دُوسری صورت تجویز کریں، وہ جو صورت بھی اِختیار کریں گے معاشرہ اُسے قبول کرلیتا ہے تو ہمارے لیے وہی ''معروف'' قرار پائے گی۔ (برہان ص ۱۸ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۲۵) عورت اور مرد کی دیت برابر ہے۔	(۲۵) عورت کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی ہے۔
(۲۶) اَب مرتد کی سزائے قتل باقی نہیں ہے۔	(۲۶) اِسلام میں مرتد کے لیے قتل کی سزا ہمیشہ کے لیے ہے۔
(۲۷) زانی کنوارا ہو یا شادی شدہ دونوں کی سزا صرف سو کوڑے ہے۔	(۲۷) شادی شدہ زانی کی سزا اَز رُوئے سنت سنگساری ہے۔
(۲۸) چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کی بنیاد قرآن کریم میں ہے۔	(۲۸) چور کا دایاں ہاتھ کاٹنا صرف سنت سے ثابت ہے۔

---

(۲۴) و (۲۵) ''اِسلام نے دیت کی کسی خاص مقدار کا ہمیشہ کے لیے تعین نہیں کیا، نہ عورت اور مرد، غلام اور آزاد اور کافر اور مؤمن کی دیتوں میں کسی فرق کی پابندی ہمارے لیے لازم ٹھہرائی ہے۔'' (برہان ص ۱۸ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۲۶) ''لیکن فقہاء کی یہ رائے (کہ ہر مرتد کی سزا قتل ہے) محل نظر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم (کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کردو) تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف اُنہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی اور جن کے لیے قرآن مجید میں اُمیین یا مشرکین کی اِصطلاح استعمال کی گئی ہے۔'' (برہان ص ۱۴۰ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۲۷) ''سورۂ نور میں زنا کے عام مرتکبین کے لیے ایک متعین سزا ہمیشہ کے لیے مقرر کر دی گئی۔ زانی مرد ہو یا عورت اُس کا جرم اگر ثابت ہو جائے تو اُس کی پاداش میں اُسے سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔'' (میزان ص ۲۹۹۔ ۳۰۰ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۸) ''قطع ید کی یہ سزا ''جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ'' ہے۔ لہٰذا مجرم کو دُوسروں کے لیے عبرت بنا دینے میں عمل اور پاداشِ عمل کی مناسبت جس طرح یہ تقاضا کرتی ہے کہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اُسی طرح یہ تقاضا بھی کرتی ہے کہ اُس کا دایاں ہاتھ ہی کاٹا جائے۔'' (میزان ص ۳۰۶۔ ۳۰۷ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۲۹) شراب نوشی پر کوئی شرعی سزا نہیں ہے۔	(۲۹) شراب نوشی کی شرعی سزا ہے جو اِجماع کی رُو سے ۸۰ کوڑے مقرر ہے۔
(۳۰) عورت کی گواہی حدود کے جرائم میں بھی معتبر ہے۔	(۳۰) حدود کے جرائم میں عورت کی شہادت مرد کی طرح نہیں بلکہ قرائن میں شامل ہے۔
(۳۱) صرف عہدِ نبوی ﷺ کے عرب مشرکین اور یہود و نصارٰی مسلمانوں کے وَارث نہیں ہوسکتے۔	(۳۱) کسی زمانہ کا کوئی کافر کسی مسلمان کا کبھی وَارث نہیں ہوسکتا۔

(۲۹) (الف) ''یہ بالکل قطعی ہے کہ حضور ﷺ نے اگر شراب نوشی کے مجرموں کو پٹوادیا تو شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے پٹوایا اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے بھی اُن کے لیے چالیس کوڑے اور اَسّی کوڑے کی یہ سزائیں اِسی حیثیت سے مقرر کی ہیں۔ چنانچہ ہم پورے اِطمینان کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی حد نہیں بلکہ محض تعزیر ہے جسے مسلمانوں کا نظمِ اِجتماعی، اگر چاہے تو برقرار رکھ سکتا ہے اور چاہے تو اپنے حالات کے لحاظ سے اُس میں تغیر وتبدل کرسکتا ہے۔'' (برہان ص ۱۳۹ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)۔ (ب) ''یہ (شراب نوشی پر ۸۰ کوڑوں کی سزا) شریعت ہرگز نہیں ہوسکتی۔'' (برہان ص ۱۳۸ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۳۰) حدود کے جرائم ہوں یا اُن کے علاوہ کسی جرم کی شہادت، ہمارے نزدیک یہ قاضی کی صوابدید پر ہے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتا ہے اور کس کی گواہی قبول نہیں کرتا۔ اِس میں عورت اور مرد کی تخصیص نہیں ہے۔'' (برہان ص ۲۷ طبع چہارم جون ۲۰۰۶ء)

(۳۱) ''نبی ﷺ نے اِسی (قرابتِ نافعہ) کے پیشِ نظر جزیرہ نمائے عرب کے مشرکین اور یہود و نصارٰی کے بارے میں فرمایا: ''لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ''. (بخاری رقم ۶۷۶۴) ''نہ مسلمان اُن میں سے کسی کافر کے وَارث ہوں گے اور نہ یہ کافر کسی مسلمان کے۔''

یعنی اَتمامِ حجت کے بعد جب یہ منکرین حق خدا اور مسلمانوں کے کھلے دُشمن بناکر سامنے آگئے ہیں تو اِس کے لازمی نتیجے کے طور پر قرابت کی منفعت بھی اِن کے اور مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ چنانچہ یہ اَب آپ میں ایک دُوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے۔'' (میزان ص ۱۷۱ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۲) اگر میت کی اَولاد میں صرف بیٹیاں وارث ہوں تو اُن کو والدین یا بیوی شوہر کے حصوں سے بچے ہوئے ترکے کا دو تہائی حصہ ملے گا۔	(۳۲) میت کی اَولاد میں صرف بیٹیاں ہی ہوں تو اُن کو کل ترکے کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔
(۳۳) سور کی کھال اور چربی وغیرہ کی تجارت اور اُن کا استعمال ممنوع نہیں۔	(۳۳) سور نجس العین ہے لہٰذا اُس کی کھال اور اجزائے بدن کا استعمال اور تجارت جمہور کے نزدیک حرام ہے۔
(۳۴) عورت کے لیے دوپٹہ پہننا شرعی حکم نہیں۔	(۳۴) عورت کے لیے دوپٹہ اور اَوڑھنی پہننے کا حکم قرآن کی سورۃ النور ۳۱ سے ثابت ہے۔

---

(۳۲) (الف) ''اَولاد میں دو یا دو سے زائد لڑکیاں ہی ہوں تو اُنہیں بچے ہوئے ترکے کا دو تہائی دیا جائے گا۔'' (میزان حصہ اوّل ص ۷۰ طبع مئی ۱۹۸۵ء) (ب) ''وہ سب (والدین اور زوجین کے حصّے) لازمًا پہلے دیے جائیں گے اور اُس کے بعد جو کچھ بچے گا صرف وہی اَولاد میں تقسیم ہوگا۔ لڑکے اگر تنہا ہوں تو اُنہیں بھی یہی ملے گا اور لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوں تو اُن کے لیے بھی یہی قاعدہ ہوگا۔ اِسی طرح میت کی اَولاد میں اگر تنہا لڑکیاں ہی ہوں تو اُنہیں بھی اِس بچے ہوئے ترکے ہی کا دو تہائی یا آدھا دیا جائے گا، اُن کے حصّے پورے ترکے میں سے کسی حال میں اَدا نہ ہوں گے۔'' (میزان ص ۱۶۸ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۳) (الف) ''اُن علاقوں میں جہاں سور کا گوشت بطورِ خوراک استعمال نہیں کیا جاتا وہاں اُس کی کھال اور دُوسرے جسمانی اَجزاء کو تجارت اور دُوسرے مقاصد کے لیے استعمال کرنا ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (ماہنامہ اشراق ص ۷۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء)۔

(ب) ''یہ سب چیزیں (خون، مردار، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ) جس طرح کہ قرآن کی اِن آیات سے واضح ہے، صرف خورد ونوش کے لیے حرام ہیں۔ رہے اُن کے دُوسرے استعمالات تو وہ بالکل جائز ہیں۔ (میزان ص ۳۲۰ طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۴) ''دوپٹہ ہمارے ہاں مسلمانوں کی تہذیبی روایت ہے۔ اِس بارے میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ دوپٹے کو اِس لحاظ سے پیش کرنا کہ یہ شرعی حکم ہے، اِس کا کوئی جواز نہیں۔'' (ماہنامہ اشراق ص ۴۷ مئی ۲۰۰۲ء)

(۳۵) کھانے کی صرف چار چیزیں ہی حرام ہیں۔خون، مردار، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔	(۳۵) اِن کے علاوہ کھانے کی بہت سی اور چیزیں بھی حرام ہیں جیسے کُتے ، درندوں، شکاری پرندوں اور پالتو گدھے کا گوشت وغیرہ۔
(۳۶) کئی انبیاء قتل ہوئے ہیں مگر کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔	(۳۶) از رُوئے قرآن بہت سے نبیوں اور رسولوں دونوں کو قتل کیا گیا۔
(۳۷) عیسٰی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں (غامدی اور قادیانی وغیرہ)۔	(۳۷) حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر زندہ اُٹھا لیے گئے۔ وہ قیامت کے قریب دوبارہ دُنیا میں آئیں گے اور دَجال کو قتل کریں گے۔

---

(۳۵) ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے اِسے (انسان کو) بتایا کہ سؤر، خون، مردار اور خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے جانور بھی کھانے کے لیے پاک نہیں ہیں اور انسان کو اِن سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اِس معاملے میں شریعت کا موضوع اصلاً یہ چار ہی چیزیں ہیں۔قرآن نے بعض جگہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اور بعض جگہ ''اِنَّمَا'' کے اَلفاظ میں پورے حصر کے ساتھ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی چار چیزیں حرام قرار دی ہیں۔'' (میزان ص۳۱۱ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)

(۳۶) ''اللہ تعالیٰ ان (رسولوں) کو کسی حال میں اُن کی تکذیب کرنے والوں کے حوالے نہیں کرتا۔ نبیوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کی قوم اُن کی تکذیب ہی نہیں کرتی۔ بار ہا اُن کے قتل کے درپے ہو جاتی ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ اِس میں کامیاب ہو جاتی ہے۔لیکن قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے معاملے میں اللہ کا قانون مختلف ہے۔'' (میزان حصّہ اوّل ص۲۱ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)۔

(۳۷) (الف) ''حضرت مسیح کو یہود نے صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کرلیا تو فرشتوں نے اُن کی رُوح ہی قبض نہیں کی، اُن کا جسم بھی اُٹھالے گئے کہ مبادا یہ سرپھری قوم اِس کی توہین کرے۔'' (میزان حصّہ اوّل ص۲۲ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)۔

(ب) مسیح علیہ السلام کو جسم و رُوح کے ساتھ قبض کر لینے کا اِعلان کرتے ہوئے فرمایا:''جب اللہ نے کہا: اے عیسٰی ! میں تجھے قبض کر لینے والا ہوں..........''(میزان حصّہ اوّل ص۲۳،۲۴ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)

(۳۸) یاجوج ماجوج اور دَجال سے مراد مغربی اَقوام ہیں۔	(۳۸) یاجوج ماجوج اور دَجال قربِ قیامت کی دو الگ الگ نشانیاں ہیں۔ اَحادیث کی رُو سے دَجال ایک یہودی شخص ہوگا جو دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔
(۳۹) جہاد و قتال کے بارے میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔	(۳۹) جہاد و قتال ایک شرعی فریضہ ہے۔
(۴۰) کافروں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم اَب باقی نہیں رہا اور اَب مفتوح کافروں سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا۔	(۴۰) کفار کے خلاف جہاد کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے اور مفتوح کفار (ذِمیوں) سے جزیہ (ٹیکس) لیا جاسکتا ہے۔

---

(۳۸) ''ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دَجال سے تعبیر کیا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج ماجوج کی اَولاد یہ مغربی اَقوام، عظیم فریب پر مبنی فکر و فلسفہ کی علمبردار ہیں اور اِسی سبب سے نبی ﷺ نے اُنہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا ہے۔

روایات میں دجال کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اُس کی ایک آنکھ خراب ہوگی۔ یہ بھی درحقیقت مغربی اَقوام کی انسان کے رُوحانی پہلو سے پہلوتہی اور صرف مادّی پہلو کی جانب جھکاؤ کی طرف اِشارہ ہے۔ اِسی طرح مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا بھی غالبًا مغربی اَقوام کے سیاسی عروج ہی کے لیے کنایہ ہے۔''

(ماہنامہ اشراق ص ۶۱ جنوری ۱۹۹۶ء)

(۳۹) '' اُنہیں (نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو) قتال کا جو حکم دیا گیا اُس کا تعلق شریعت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قانون اِتمامِ حجت سے ہے۔'' (میزان ص ۲۶۴ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)

(۴۰) ''یہ بالکل قطعی ہے کہ منکرینِ حق (کافروں) کے خلاف جنگ اور اُس کے نتیجے میں مفتوحین پر جزیہ عائد کر کے اُنہیں محکوم اور زیرِ دست بنا کر رکھنے کا حق اَب ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا ہے۔'' (میزان ص ۲۷۰ طبع اپریل ۲۰۰۲ء)۔

غامدی صاحب کے چند مزید اِجتہادات :

(۱) عورت مردوں کی اِمامت کرا سکتی ہے۔(دیکھیے ماہنامہ اشراق مئی ص ۳۵ تا ۴۶، ۲۰۰۵ء)

(۲) عورت نکاح خوان بن سکتی ہے۔

جناب جاوید احمد غامدی نے اِس سوال کے جواب میں کہ کیا کوئی عورت نکاح پڑھا سکتی ہے؟ کہا : ''جی ہاں! بالکل پڑھا سکتی ہے ...... الخ'' (www.ghamidi.org)

(۳) مرد اور عورتیں برابر کھڑے ہوکر باجماعت یا اِنفرادی دونوں طرح سے نماز اَدا کر سکتے ہیں۔ غامدی صاحب کے ایک شاگرد سکالر سے سوال کیا گیا، کیا مرد اور عورت اکٹھے کھڑے ہوکر باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں؟ تو اِس کا یہ جواب دیا گیا : ''مرد اور عورت کھڑے ہوکر باجماعت یا اِنفرادی، دونوں طرح سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اِس سے دونوں کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا.....الخ''

(www.urdu.understanding-islam.org)

(۴) اجنبی مردوں کے سامنے عورت بغیر چادر اَوڑھے یا بغیر دوپٹہ یا اَوڑھنی سر پر لیے آ جا سکتی ہے۔

(۵) رقص و سرور جائز ہے۔''اشراق'' کے نائب مدیر سید منظور الحسن اپنے مضمون ''اِسلام اور موسیقی'' جو جاوید غامدی کے اِفادات پر مبنی ہے، میں لکھتے ہیں : ''موسیقی اِنسانی فطرت کا جائز اِظہار ہے۔ اِس لیے اِس کے مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے''...... ''ماہرِ فن مغنیہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا گانا سنانے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے سیدہ عائشہ کو اُس کا گانا سنوایا۔ سیدہ عائشہ حضور ﷺ کے شانے پر سر رکھ کر بہت دیر تک گانا سنتی اور رقص دیکھتی رہیں۔'' (اشراق بابت مارچ ص ۸ و ۱۹، ۲۰۰۴ء)

(۶) جاندار چیزوں کی تصویریں بنانا جائز ہے۔ اِدارہ ''المورد'' کے ریسرچ سکالر جناب محمد رفیع مفتی اپنی کتاب ''تصویر کا مسئلہ'' میں لکھتے ہیں : ''.......... لیکن فی نفسہٖ تصویر کے بارے میں کسی اِعتراض کی کیونکر گنجائش ہو سکتی ہے جبکہ خدا اور اُس کے رسول نے اُنہیں جائز رکھا ہو؟'' (تصویر کا مسئلہ ص ۳۰)

(۷) مردوں کے لیے داڑھی رکھنا دین کی رُو سے ضروری نہیں جیسا کہ المورد کے ایک ریسرچ سکالر لکھتے ہیں : ''عام طور پر اہلِ علم داڑھی رکھنا دینی لحاظ سے ضروری قرار دیتے ہیں۔ تاہم ہمارے نزدیک داڑھی رکھنے کا حکم دین میں کہیں بیان نہیں ہوا لہٰذا دین کی رُو سے داڑھی رکھنا ضروری نہیں۔''

(۸) ہندو مشرک نہیں ہیں۔ چنانچہ غامدی صاحب کے ایک شاگرد ''کیا ہندو مشرک ہیں'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں : ''ہمارے نزدیک مشرک وہ شخص ہے جس نے شرک کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی شرک ہی کو بطورِ دین اپنا رکھا ہو۔ چونکہ اَب کسی ہندو کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اُس نے شرک کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد بھی شرک ہی کو بطورِ دین اپنا رکھا ہے لہٰذا اُسے مشرک نہیں قرار دیا جا سکتا ...... الخ'' (www.Urdu.Understanding-islam.org)

(۹) مسلمان لڑکی کی شادی غیر مسلم لڑکے سے جائز ہے۔ حلقۂ غامدی کے ایک صاحب لکھتے ہیں : ہماری رائے میں غیر مسلم کے ساتھ شادی کو ممنوع یا حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔''

(www.Urdu.Understanding-islam.org)

(۱۰) ہم جنس پرستی ایک فطری چیز ہے اِس لیے جائز ہے۔ ''المورد'' کے انگریزی مجلّہ رینی ساں کے شمارۂ اگست ۲۰۰۵ء میں اِس موضوع پر ایک مکمل مضمون شائع کیا گیا ہے۔

(۱۱) اگر بغیر سود کے قرضہ نہ ملتا ہو تو سود پر قرضہ لے کر گھر بنانا جائز اور حلال ہے۔

(۱۲) قیامت کے قریب کوئی امام مہدی نہیں آئے گا۔ (ماہنامہ اشراق ص ۶۰ جنوری ۱۹۹۶ء)

(۱۳) افغانستان اور عراق پر امریکی حملے جائز اور دُرست ہیں۔

(۱۴) اُسامہ بن لادن اور ملا عمر دونوں انتہا پسند اور دہشت گرد ہیں۔ اُن کا مؤقف شرعی طور پر دُرست نہیں ہے۔

(۱۵) مسجدِ اقصٰی پر مسلمانوں کا نہیں یہودیوں کا حق ہے جیسا کہ یہ بحث ''محدث'' میں تفصیل سے شائع ہو رہی ہے۔

✡ ✡ ✡

دعائے صحت کی اپیل

پیرِ طریقت حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مدظلہم کافی دنوں سے علیل ہیں۔ قارئین کرام سے حضرت کی صحت کے لیے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

قسط : ۸

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

۹۔ یہودی سرمایہ داروں مونیٹوری اور رَوٹ شیلڈ کی تحریک :

اِن دونوں یہودیوں نے یہودیوں کے خوابوں کی پرورش و پرداخت اور اِنہیں شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے اپنا پیسہ پانی کی طرح بہایا۔اُنیسویں صدی کے اواسط سے اِن دونوں نے فلسطینی اراضی خریدنے اور کالونیاں بنانے کے لیے بے دریغ مال خرچ کیا ،فلسطین میں اِن کے منصوبوں کی تکمیل میں انگریز یہودی رہنماؤں ''ڈزرائیلی'' اور ''لائنس اَولیونٹ'' نے بھرپور مدد کی۔ڈزرائیلی یہودی نے مسیحیت کا لبادہ اَوڑھ کر ملکہ وکٹوریہ کے عہد ۱۸۷۵ء میں برطانوی وزارتِ عظمٰی کا منصب حاصل کیا ،اِسی نے نہر سویز شیرز میں مصر کا حصہ مارلیا ،یعنی خدیو اسماعیل کو اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے چار ملین جنیہ دے کر مصر کے شیرز خرید لیے، حالانکہ اُن کی قیمت اِس حقیر رقم سے کئی گنا زیادہ تھی۔ڈزرائیلی (لارڈ بیکن فیلڈ) کا مقصد اِس سے نمبر اول پر یہودیوں کو اور پھر انگریزوں کو فائدہ پہنچانا تھا ،اِسی لیے اُس کو اُن ممتاز یہودی شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے جنہوں نے یہودیوں کی اُمیدوں اور آرزوؤں کو بروئے کار لانے میں بڑا اہم کردار اَدا کیا۔جہاں تک اِس کے عیسائیت کے قبول کرنے کی بات ہے تو اِس سلسلہ میں یہودی مؤرخ ''ایلی لیوی'' کی کتاب کا اقتباس کافی ہوگا۔

> ''اگر کوئی بیکونس فیلڈ کے جذبات کی گہرائی میں اُترنا اور اُس کے جذبات و رُجحانات کی نبض دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا یہ شخص اپنے پہلے عقیدہ سے وابستہ رہا اور اُس نے عیسائیت کو اپنے بلند مقاصد تک پہنچنے کا ایک ذریعہ بنایا تھا ،تو اُسے اُس کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنا چاہیے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی رُوح یہودیوں کے گرد گردش کرتی رہی اور وہ اُن کے لیے فکرمند رہا اور وہی اُس کی دلچسپی کا مرکز بنے رہے ،لیکن یہ بات اِسے عیسائی دینی فرائض ادا کرنے میں مخل نہیں ہوئی۔'' (۱)

۱؎ یقظة العالم الیھودی از اَیلی لیوی مطبوعہ نظام پریس ،مصر ۱۹۳۴ صفحہ ۱۹۴

۱۰۔ صہیونی تحریک :

وہ صہیونی تحریک جو رُوس میں اُنیسویں صدی میں یہودیوں کے قتل عام کے بعد شروع ہوئی، جس نے امریکا کے یہودیوں سے فلسطین میں اراضی کی خریداری، یہودی کالونیوں کی تعمیر، اور رُوسی یہودیوں کی فلسطین منتقلی کے سلسلہ میں مدد کا مطالبہ کیا۔

۱۱۔ عظیم صہیونی تحریک :

یہ سب سے اہم اور خطرناک تحریک ہے جس کی قیادت آسٹریا کے صحافی تھیوڈ ہرزل (۱۸۶۰ء۔۱۹۰۴ء) نے کی، اُس نے اِس موضوع پر ایک کتاب لکھی، جس میں تحریک کے مقاصد کی وضاحت کی، اِس تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ دُنیا کے یہودیوں کو مجتمع کر کے ایک یہودی حکومت قائم کی جائے۔ ہرزل یہودی نے فرانسیسی افسر ''ڈریوس'' کی خیانت کے واقعہ سے جس نے فرانسیسی فوج کے راز جرمنی منتقل کیے تھے۔اور نتیجتاً یہودیوں سے سخت نفرت کی ایک لہر چل پڑی تھی، پورا فائدہ اُٹھایا اور یہ دعوی کیا کہ ڈریوس بے گناہ ہے اور اُس کے خلاف مقدمہ صرف (ANTISEMETIC) ''سامی مخالف'' جذبات کا نتیجہ ہے جو یہودیوں پر ظلم کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔ ہرزل کو متعدد یہودی مصنفین ''ماکس نوردو'' ''اسرائیل زانجویل'' اور دیگر افراد نے بڑی مدد بہم پہنچائی۔ ہرزل نے اِسلامی رَواداری اور مسلمانوں کے منصفانہ اور عادلانہ رویہ سے جس کے سایہ تلے وہ مختلف مسلم ممالک میں زندگی گزار رہے تھے، فائدہ اُٹھانا چاہا اور اُس وقت کی سب سے بڑی اسلامی شخصیت سلطان عبدالحمید عثمانی کے مراحمِ خسروانہ اور کریمانہ رویہ کا استحصال کرنے کی کوشش کی، لہٰذا مئی ۱۹۰۱ء میں ہرزل نے سلطان عبدالحمید سے ملاقات کر کے کرم کی درخواست بھی کی اور زبردست مالی اعانت کی پیش کش بھی، لیکن ہرزل کی تمام کوششیں فلسطین میں آبادکاری کے وعدۂ سلطانی اور فرمانِ سلطانی کے حصول کی ناکام ہوگئیں۔ سلطان نے صہیونیوں کے عزائم کو بھانپ لیا اور فلسطین کو یہودیانے کی ہر کوشش کو ناکام بنادیا۔

ہرزل نے واپس آ کر پھر یہودیوں کے زرخرید غلام انگریزوں پر اپنی ساری کوششیں مرکوز کردیں جن کے نتیجہ میں یہ نقطۂ نظر اُبھر کر آیا کہ یہودیوں کو جزیرہ نمائے سینا میں اپنی حکومت قائم کرنے کا ایک موقع دیا جائے لیکن سینا کے علاقہ میں پانی کی قلت نے اِس منصوبہ پر عمل نہ ہونے دیا۔ انگریزوں نے اِس کے بعد

ہرزل کے سامنے یہ منصوبہ رکھا کہ یہودیوں کی ریاست یوغنڈا میں قائم کردی جائے، اُس نے اِس پیش کش کو قبول کرلیا لیکن ۱۹۰۳ء میں یہودیوں کی چھٹی کانفرنس نے اِس منصوبہ کو مسترد کردیا اور اِس پر اِصرار کیا کہ فلسطین کو ہی یہودیوں کا قومی وطن بنایا جائے گا۔۱۹۰۴ء میں ہرزل کی موت ہوگئی۔ [۱]

ہرزل کی صہیونی تحریک نے جو سب سے خطرناک عمل شروع کیا وہ یہودیوں کی سالانہ کانفرنسیں تھیں جو دُنیا کے کسی نہ کسی ملک میں سال بہ سال پابندی سے منعقد ہونے لگیں، جن میں بڑے بڑے یہودی لیڈران جو ''حکماء'' (بزرگ) کہلاتے ہیں، کی شرکت ہوتی تھی۔ ۱۸۹۷ء میں ہرزل نے اِن کانفرنسوں کا سلسلہ سویزرلینڈ کے شہر ''بال'' کی پہلی کانفرنس سے شروع کیا تھا، اُس کانفرنس میں بہت سی قراردادیں رازدارانہ طریقہ پر اور کچھ اعلان کے ساتھ پاس کی گئی تھیں جن قراردادوں کا اعلان کیا گیا وہ مختصرًا یہ تھیں :

۱۔ فلسطین میں یہودی ریاست کا قیام، جس کے لیے فلسطین کی اَراضی خریدی جائیں گی۔

۲۔ یہودیوں کے مالی ومعاشی وسائل کو ترقی دینا۔

۳۔ عبرانی ثقافت کا اِحیاء۔

بال کی کانفرنس میں ہرزل اور دیگر لیڈروں نے سرمایہ داروں سے پُرزور اپیلیں اِن مقاصد کی تکمیل کے لیے کیں۔ یہودی سرمایہ داروں نے جن میں سرفہرست روٹ شیلڈ اینڈ کمپنی اور امریکن یہودی مالدار آتے ہیں، اِس صہیونی تحریک کی زبردست مالی اِمداد کی۔

رازدارانہ قراردادیں جو اِس کانفرنس میں پاس کی گئیں وہ صہیونی بزرگوں کے اُصول وضوابط (Protocols of Elders of Zion) کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ قراردادیں مخفی نہ رہ سکیں کیونکہ بیسویں صدی کے اَوائل میں رُوس میں لندن سے نکلنے والے مارننگ پوسٹ (Morning Post) کے اَخباری نمائندہ کو اِس کا ایک نسخہ ہاتھ لگ گیا جس نے اِس کا انگریزی ترجمہ شائع کردیا۔

اِس کا شائع کرنا تھا کہ یہودیوں کی طرف سے قیامت برپا کردی گئی۔ اُنہوں نے اَخبار کے خلاف جنگ چھیڑدی۔ کتاب کے تمام نسخے حاصل کرکے اُنہیں جلوا ڈالا لیکن اسکیم طشت اَزبام ہوچکی تھی اور مجرمانہ قراردادوں کا پوری دُنیا کو پتہ چل چکا تھا اور بعض یہودیوں نے جن کو اُن کی قوم نے نکال باہر کیا تھا جیسے وکیل

---

[۱] (دیکھئے ''الحکومۃ السریۃ فی برطانیۃ'' (برطانیہ کی خفیہ حکومت) از جارج اَسکاٹ، شائع کردہ دارُالکتاب العربی ۱۹۵۷ء)

ہنری کلین نے اِس کا اعتراف کیا اور اپنے پرچہ ''عورت کی آواز''(Voice of Woman) شیکاگو امریکا ۱۹۴۵ء میں صاف لکھا تھا :

''پروٹوکول یعنی یہودیوں کے دُنیا میں غلبہ و اِقتدار کا منصوبہ ایک حقیقت ہے۔ یہودی لیڈران نے ''سان ہدرین'' نامی ہائیر کونسل دُنیا کی حکومتوں پر قبضہ کے لیے بنائی ہے۔ یہودیوں نے مجھے اِسی لیے نکال باہر کیا ہے کہ میں نے اُن کے اِن مفسدانہ اور شر پسندانہ منصوبوں کی مخالفت کی تھی۔''

ٹیکساس شہر کے جج آرم اَسٹرانگ نے اپنی کتاب ''خیانت کے علمبردار'' مطبوعہ ۱۹۴۸ء میں ۱۸۹۷ء میں بال شہر میں منعقد ہونے والی صہیونی کانفرنس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا :

''لیگ آف نیشنز اور اَقوامِ متحدہ کا تصور جس کے بعد ایک صہیونی عالمی مملکت کا قیام عمل میں لایا جائے گا، صہیونی کانفرنس میں جو بال شہر میں ۱۸۹۷ء میں منعقد ہوئی، ایک زمانی ترتیب کے ساتھ زیر بحث آیا۔ صہیونیوں نے اِس کانفرنس میں اِعلان کیا تھا کہ وہ دُنیا کی مسیحی اَقوام کو زیرنگین کر کے ایک صہیونی مملکت قائم کریں گے جس کی سربراہی ایک بادشاہ کرے گا جو پوری دُنیا کا بادشاہ ہوگا، اُن کی اسکیم اور منصوبہ اُن کی جنگ اور فتوحات کی سوچ کو واضح کرتے ہیں۔ اُنہوں نے اِس کانفرنس میں بڑے فخر سے اِس کا اِظہار کیا کہ وہ صحافت اور سونے پر قبضہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔'' [1]

عرب ممالک میں ''صہیونی سازش کے پروٹوکول'' کا اوّلین ترجمہ محمد خلیفہ تیونسی نے کیا اور ۱۹۵۱ء میں دارُالکتاب العربی سے اِس کی اِشاعت ہوئی۔ دُوسرا ترجمہ سید احمد حامد الفقی نے ۱۹۵۱ء میں کیا جو اَلسنۃ المحمدیۃ پریس قاہرہ سے شائع ہوا۔ (جاری ہے)

---

[1] اس کا اصل نام Protocol of the Learned Elders of Zion ہے۔''

دینی مسائل

﴿ مہر کا بیان ﴾

مہرِ مثل کا بیان :

خاندانی مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اُس عورت کے باپ کے گھرانے میں کوئی دُوسری عورت دیکھو جو اُس کے مثل ہو یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو، اگر یہ خوبصورت ہے تو وہ بھی خوبصورت ہو، اِس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا تو اُس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو۔ نکاح کے وقت جتنے درجے کی مالدار یہ ہے اُتنی ہی وہ بھی تھی، جس شہر و دیس کی یہ رہنے والی ہے اُس دیس کی وہ بھی ہے، اگر یہ دیندار ہوشیار، سلیقہ دار پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض کہ جس وقت اُس کا نکاح ہوا ہے اُس وقت اِن باتوں میں وہ بھی اِس کے مثل تھی جس کا اَب نکاح ہوا تو جو مہر اُس کا مقرر ہوا تھا وہی اِس کا مہر ''مہر مثل'' ہے۔

اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وصف کی مقدار میں دونوں یکساں ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ اصل وصف میں دونوں شریک ہوں۔ اِسی طرح شوہر کی حالت کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اگر بڑی عمر کا ہے تو جوان کے مقابلے میں عام طور سے اِس سے زیادہ مہر لیا جاتا ہے۔

مسئلہ : باپ کے گھرانے کی عورتوں سے مراد ہیں جیسے اُس کی بہنیں، پھوپھی، چچازاد وغیرہ یعنی اُس کی ددھیالی لڑکیاں۔ مہر مثل دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے۔ ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اُس کا مہر بھی مہر مثل کہا جائے گا۔

مسئلہ : مہر مثل کی جو تعریف اُوپر لکھی گئی ہے اُس کی تحقیق کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں زوجین کی صفات کے اختلاف سے مہر بدلتا ہے اور جہاں مہر خاندانی ہر حال میں ایک ہو کہ خاندان کی ہر لڑکی کا مہر اِس سے کم نہ ہوگا اور اکثر حالات میں زیادہ بھی نہیں ہوتا تو وہاں مہر خاندان ہی مہرِ مثل ہوگا۔ ہندوستان پاکستان کے اکثر مقامات میں ہر قوم کا مہر معین ہوتا ہے اُس سے کم و بیش نہیں ہوتا۔ لہٰذا اِسی کو مہرِ خاندانی کہا جائے گا اور اگر کسی قوم میں مہر کی مختلف مقداریں ہوں تو ہر لڑکی کی پھوپھیوں اور چچازاد بہنوں کا مہر اُس کے حق میں مہرِ مثل ہوگا۔

تنبیہ : اُوپر جس مہر مثل کا ذکر ہے وہ اُس وقت آتا ہے جب نکاح تو صحیح ہو لیکن یا تو مہر مذکور نہ ہو یا مہر میں مجہول شے کا ذکر ہو یا حرام شے کا ذکر ہو۔

اِس کے بجائے اگر نکاح فاسد ہوا ہو پھر خواہ اُس میں مہر کا ذکر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو پھر صحبت بھی ہوئی یا کسی شبہ سے کسی اجنبی عورت سے جماع ہو گیا ہو تو اُس میں بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے لیکن یہاں مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے جو اَور صفات سے قطع نظر کر کے محض عورت کی خوبصورتی کی بنا پر مقرر کیا جائے۔

نکاحِ فاسد سے یا شُبہ سے کسی عورت سے صحبت کرنے پر مہرِ مثل کا حکم :

مسئلہ : کسی نے بے قاعدہ یعنی فاسد نکاح کر لیا تھا اِس لئے میاں بیوی میں جدائی کرا دی گئی جیسے کسی نے چھپا کے اپنا نکاح کر لیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے۔ اُنہوں نے وہ لفظ نہیں سنے جن سے نکاح بندھتا ہے۔ یا کسی کے شوہر نے طلاق دے دی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ اُس نے دُوسرے مرد کو لاعلم رکھ کر اُس سے نکاح کر لیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اِس لئے دونوں میں جدائی کرا دی گئی لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے ہوں تب بھی مہر نہ ملے گا۔ البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دِلایا جائے گا، لیکن اگر نکاح کے وقت کچھ مہر طے ہوا تھا اور مہر مثل اِس سے زیادہ ہے تو وہی طے شدہ مہر ملے گا، مہر مثل نہ ملے گا۔

مسئلہ : کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی تو اُس کو بھی مہر مثل دینا پڑے گا اور اِس صحبت کو زنا نہیں کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا بلکہ اگر حمل ٹھہر گیا تو اُس بچے کا نسب بھی ٹھیک ہے اور غلطی سے صحبت کرنے والے سے ہوگا، اِس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اِس کو حرامی کہنا دُرست نہیں۔ اور جب معلوم ہو گیا کہ میری بیوی نہ تھی تو اَب اُس عورت سے الگ رہے، اب صحبت کرنا دُرست نہیں۔ اور اُس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے اب بغیر عدت پوری کئے اُس کا اپنے میاں کے ساتھ بیٹھنا اور بوس و کنار کرنا اور میاں کا صحبت کرنا دُرست نہیں۔

مہر کے چند دیگر مسائل :

مسئلہ : مہر میں روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی جائیداد یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر کی تو یہ بھی دُرست ہے، اور جو مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ : اگر حج کرانے کو مہر مقرر کیا تو خاوند کے ذمہ حج کا خرچہ ہوگا۔

مسئلہ : عورت اگر اپنا مہر خوش دِلی سے معاف کر دے تو جائز ہے اور مہر معاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ : اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر، دھمکا کر اور تنگ کر کے مہر معاف کرا لیا تو اِس معاف کرنے سے معاف نہیں ہوا۔ اَب بھی اِس کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ : لڑکی کا جہیز بنانے کے لیے لڑکی کا والد یا سرپرست مہر وصول کر سکتا ہے۔

مسئلہ : کسی مرد یا کسی عورت نے کسی کنواری لڑکی کو خواہ وہ بالغہ ہو یا نابالغہ ہو دھکا دیا جس کی وجہ سے اُس کا پردۂ بکارت (Hymen) پھٹ گیا تو مجرم کے ذمے مجروح لڑکی کا مہر مثل واجب ہوگا۔ یہی حکم اُس وقت ہے جب کسی پتھر یا کسی آلہ کے ذریعہ ایسا کیا گیا ہو۔

بقیہ : عورتوں کے رُوحانی امراض

بعض دفعہ عورتوں کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے تو کہتی ہیں کہ ہم کو فرصت کہاں۔ تم تو مرد ہو، نہ بچوں کا ساتھ نہ برتن ہانڈی کا کام، ہمارا تو بچوں کا ساتھ ہے، برتن ہانڈی میں ہاتھ رہتے ہیں۔ کپڑے ناپاک رہتے ہیں ہم نماز کیسے پڑھیں۔ اور فرصت تو نہیں ملتی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

اِن سے کوئی پوچھے کہ جب چار عورتیں جمع ہو کر دُنیا بھر کے قصے لے بیٹھتی ہیں اور باتوں میں گھنٹوں مصروف رہتی ہیں اُس وقت فضول قصوں کے لیے کہاں سے وقت نکل آتا ہے۔ باقی کپڑوں کے ناپاک رہنے کا عذر بھی بالکل بے ہودہ ہے۔ اگر ایک جوڑا نماز کے لیے اَلگ کر دیا جائے تو کچھ مشکل نہیں۔ (جاری ہے)

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۳؍جولائی کو بعد از نمازِ عصر جناب حافظ رشید احمد صاحب شریفی کراچی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔ تعلیمی و تعمیری اَحوال کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اِظہار کیا۔

۸؍جولائی کو بعد از نمازِ ظہر جناب قاری عبدالمالک صاحب راولپنڈی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور طلباء سے بیان فرمایا۔ بعد از نمازِ عصر واپس تشریف لے گئے۔

۵؍اگست کو تقریب ختم بخاری کے بعد جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ تعطیلات ہوں گی۔

۲۶؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۱؍اگست ۲۰۰۷ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوں گے۔

۴؍شعبان المعظم مطابق ۱۸؍اگست بروز ہفتہ ''دورۂ صرف و نحو'' کا آغاز ہوگا جس میں ملک بھر سے طلباء شریک ہوں گے، انشاءاللہ۔ حضرت مولانا حسن صاحب ''دورۂ صرف و نحو'' شروع کرائیں گے، انشاءاللہ۔

بقیہ : حضرت فاطمہؓ کے مناقب

حضرت ابوذر غِفاریؓ بڑے درجہ کے پارسا اور زاہد تھے۔ زُہد (بیزاریٔ دُنیا) میں سب صحابہؓ پر فوقیت رکھتے تھے اور آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زُہد میں مشابہت تھی۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے اِنہوں نے بطریقِ حسرت قبر سے یہ کلام کیا تھا کہ ایسی ذاتِ مقدسہ بھی تجھ میں تشریف فرما ہوئیں، بطورِ کرامت اور خرقِ عادت آپ کو قبر نے جواب دیا اور حسب و نسب کا مفید اور غیر مفید ہونا پیشتر معلوم ہو چکا ہے۔ حق یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ سے کام چلتا ہے اور نجات ملتی ہے۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ :

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی   کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)